قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 29؍ جولائی 2022ء | 29؍ ذوالحجہ 1443 ہجری قمری | 29؍ وفا 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 156

ارشاد باری تعالیٰ

وَقُلۡ رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا ﴿۸۱﴾

(بنی اسرائیل: 81)

ترجمہ: اور تُو کہہ اے میرے ربّ! مجھے اس طرح داخل کر کہ میرا داخل ہونا سچائی کے ساتھ ہو اور مجھے اس طرح نکال کہ میرا نکلنا سچائی کے ساتھ ہو اور اپنی جناب سے میرے لئے طاقتور مددگار عطا کر۔

فرمان خلیفہ وقت

اس زمانے میں اخباروں اور اشتہاروں کے ساتھ میڈیا کے دوسرے ذرائع کو بھی اس بیہودہ چیز میں استعمال کیا جارہا ہے۔ پس یہ لوگ جو اپنی ضد کی وجہ سے خدا تعالیٰ سے مقابلہ کر رہے ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ اُس کی پکڑ میں آئیں گے۔ یہ ضد پر قائم ہیں اور ڈھٹائی سے اپنے ظالمانہ فعل کا اظہار کرتے چلے جا رہے ہیں۔ 2006ء میں جب ڈنمارک کے خبیث الطبع لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بیہودہ تصویریں بنائی تھیں تو اُس وقت بھی مَیں نے جہاں جماعت کو صحیح ردّعمل دکھانے کی طرف توجہ دلائی تھی وہاں یہ بھی کہا تھا کہ یہ ظالم لوگ پہلے بھی پیدا ہوتے رہے ہیں اور اس پر بس نہیں ہو گی۔ اس احتجاج وغیرہ سے کوئی فرق نہیں پڑے گا جو اَب مسلمانوں کی طرف سے ہو رہا ہے بلکہ آئندہ بھی یہ لوگ ایسی حرکات کرتے رہیں گے۔ اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ اُس سے بڑھ کر یہ بیہودگی اور ظلم پر اتر آئے ہیں اور اُس وقت سے آہستہ آہستہ اس طرف ان کا یہ طریق بڑھتا ہی جا رہا ہے۔

پس یہ ان کی اسلام کے مقابل پر ہزیمت اور شکست ہے جو ان کو آزادیٔ خیال کے نام پر بیہودگی پر آمادہ کر رہی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ یاد رکھیں کہ یہ لوگ اپنی قوم کے بھی خیر خواہ نہیں ہیں۔ یہ بات ایک دن ان قوموں کے لوگوں پر بھی کھل جائے گی۔ ان پر واضح ہو جائے گا کہ آج جو کچھ بیہودہ گوئیاں یہ کر رہے ہیں، وہ ان کی قوم کے لئے نقصان دہ ہے کہ یہ لوگ خودغرض اور ظالم ہیں۔ ان کو صرف اپنی خواہشات کی تکمیل کے علاوہ کسی بات سے سروکار نہیں ہے۔

(خطبہ جمعہ 21؍ ستمبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- اسی کا نام زباں پہ ہو دم نکلتے ہوئے (منظوم)
- محرم الحرام اور چند دعائیں
- اسلامی سال کا پہلا مہینہ، محرم الحرام
- محرم کی اہمیت اور حضرت امام حسینؓ کا مقام
- حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں حضرت امام حسینؓ کا مقام ومرتبہ
- حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے نزدیک حضرت امام حسینؓ کا مقام
- حضرت امام حسینؓ کی شہادت
- اتق اللّٰہ یا عدو حسین - اے عدو حسین! اللہ سے ڈر

فرمانِ رسولؐ

نیا چاند دیکھنے کی دُعا

حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ اور حضرت قتادہؓ کی روایت کے مطابق نبی اکرم ﷺ کی نئے چاند کی دُعا یہ ہوتی تھی:

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیۡنَا بِالۡاَمۡنِ وَالۡاِیۡمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالۡاِسۡلَامِ رَبِّیۡ وَرَبُّکَ اللّٰہُ، ھِلَالُ خَیۡرٍ وَّ رُشۡدٍ، ھِلَالُ خَیۡرٍ وَّ رُشۡدٍ، اٰمَنۡتُ بِاللّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَکَ

(ترمذی کتاب الدعوات و حاکم الدعاء)

ترجمہ: اے اللہ! اس (چاند) کو ہم پر امن و سلامتی اور ایمان و اسلام کے ساتھ طلوع فرما (اے چاند) میرا اور تیرا ربّ اللہ ہے۔ یہ چاند خیر و بھلائی کا چاند ہو، خیر و بھلائی کا چاند ہو، خیر و بھلائی کا چاند ہو، مَیں اُس اللہ پر ایمان لایا جس نے تجھے پیدا کیا۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 88)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

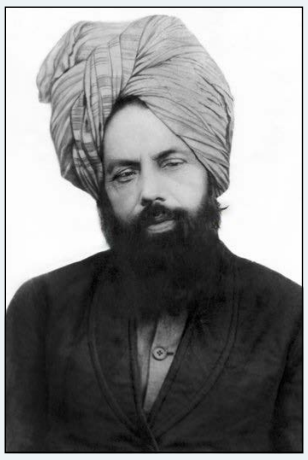

مسلمان وہ قوم ہے جو اپنے نبی کریمؐ کی عزت کے لئے جان دیتے ہیں۔ اور وہ اس بے عزتی سے مرنا بہتر سمجھتے ہیں کہ ایسے شخصوں سے دلی صفائی کریں اور اُن کے دوست بن جائیں جن کا کام دن رات یہ ہے کہ وہ اُن کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں اور اپنے رسالوں اور کتابوں اور اشتہاروں میں نہایت توہین سے اُن کا نام لیتے ہیں اور نہایت گندے الفاظ سے اُن کو یاد کرتے ہیں۔ آپ یاد رکھیں کہ ایسے لوگ اپنی قوم کے بھی خیر خواہ نہیں ہیں کیونکہ وہ اُن کی راہ میں کانٹے بوتے ہیں۔ اور مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ہم جنگل کے سانپوں اور بیابانوں کے درندوں سے صلح کر لیں تو یہ ممکن ہے مگر ہم ایسے لوگوں سے صلح نہیں کر سکتے جو خدا کے پاک نبیوں کی شان میں بدگوئی سے باز نہیں آتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ گالی اور بدزبانی میں ہی فتح ہے۔ مگر ہر ایک فتح آسمان سے آتی ہے۔ پاک زبان لوگ اپنی پاک کلام کی برکت سے انجام کار دلوں کو فتح کر لیتے ہیں۔ مگر گندی طبیعت کے لوگ اس سے زیادہ کوئی ہنر نہیں رکھتے کہ ملک میں مفسدانہ رنگ میں تفرقہ اور پھوٹ پیدا کرتے ہیں۔۔۔۔ تجربہ بھی شہادت دیتا ہے کہ ایسے بدزبان لوگوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ خدا کی غیرت اُس کے اُن پیاروں کے لئے آخر کوئی کام دکھلا دیتی ہے۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 385-387)

- آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں اور جیسا کہ کوئی اپنے پیارے کے لئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے برکت چاہیں۔ اور بہت ہی تضرع سے چاہیں۔ اور اس تضرع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو بلکہ چاہئے کہ حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سچی دوستی اور محبت ہو۔ اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانگی جائیں کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں... اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ کبھی ملول ہو۔ اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو۔ اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں۔

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 24-25)

دربارِ خلافت

اگر حالات کی وجہ سے اسائلم کرنا ہے تو اس کے اور بھی بہت سارے طریقے ہیں، بیشک آئیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اگر حالات کی وجہ سے اسائلم کرنا ہے تو اس کے اور بھی بہت سارے طریقے ہیں، بیشک آئیں۔ لیکن یہاں مَیں پھر اس بات کا دوبارہ اعادہ کروں گا اور پہلے بھی بہت مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ اسائلم کے وقت غلط اور لمبے چوڑے بیان دینے کے بجائے اگر مختصر اور سچائی پر مبنی بات ہو تو یہاں جو افسران کی اور ججوں کی بھی اکثریت ہے وہ ایسے ہیں جو انسانی ہمدردی کے لئے بہت نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ اُن میں انسانی ہمدردی بہت زیادہ ہے اور اسائلم قبول کر لیتے ہیں۔ بعض ضدّی بھی ہیں اگر ایک دفعہ اَڑ جائیں تو اُن کو قائل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ وہ لوگ پھر ایسے ہیں کہ چاہے جتنی مرضی کہانیاں بنالی جائیں اُن پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اور پھر ایک انسان ایک احمدی اس غلط بیانی کا گناہگار بھی بن رہا ہوتا ہے۔ بہرحال ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ سچی بات کہیں، مختصر بات کریں، اس سارے ٹارچر کا ذکر کریں۔ ضروری نہیں ہے کہ ڈائریکٹ Threat ہو تب ہی کوئی کیس پاس ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی کیس پاس ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اگر سچائی پر بنیاد رکھیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ کیس بھی پاس ہوتے چلے جائیں گے۔ بہرحال یہ ہماری ذمہ داری ہے، ہر احمدی کی ذمہ داری ہے، خاص طور پر باہر رہنے والوں کی کہ ہمیں ان لوگوں کے لئے جو مشکل میں گرفتار ہیں، ان احمدیوں کے لئے جو ہر لحاظ سے بڑی پریشانی اور تنگی کی زندگی گزار رہے ہیں، دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی مشکلات دور فرمائے اور اُن کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے...

پس مہمانوں کو بھی اور میزبانوں کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ کیا اُن کے مقاصد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ میزبان بھی اپنا فرض ادا کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے یہ فرض ادا کرنے والے ہوں۔ اور مہمان بھی خالصۃً لِلّٰہ اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آنے والے ہوں اور کوئی ذاتی اغراض اُن کے شاملِ حال نہ ہوں۔

(خطبہ جمعہ 30/ اگست 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

دعا کا تحفہ

حصول غلبہ و قوت، قرض سے نجات اور فراخیٔ رزق کی دعا

نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذؓ کو قرض سے نجات کے لئے یہ دو آیات پڑھنے کی نصیحت کی اور فرمایا جو مصیبت زدہ مسلمان ان آیات کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کا قرض اور مصیبت دور کر دے گا، مقاتل کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے جب فارس و روم پر غلبہ چاہا تو آپؐ کو یہ دعا سکھائی گئی۔

(تفسیر قرطبی جزء 4 صفحہ 54)

اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۷﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۫ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۫ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۸﴾

(اٰل عمران: 27-28)

(تو کہہ) اے اللہ! جو سلطنت کا مالک ہے تو جسے چاہتا ہے سلطنت عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے سلطنت لے لیتا ہے، جسے چاہتا ہے غلبہ بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے، سب بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور تو یقیناً ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ تو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور تو مردہ سے زندہ کرتا ہے اور زندہ سے مردہ۔ اور تو جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 25)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

اسی کا نام زباں پہ ہو دم نکلتے ہوئے

نگار صبح کی امید میں پگھلتے ہوئے
چراغ خود کو نہیں دیکھتا ہے جلتے ہوئے

وہ حسن اس کا بیاں کیا کرے جو دیکھتا ہو
ہر اک ادا کے کئی قد نئے نکلتے ہوئے

وہ موجِ میکدۂ رنگ ہے بدن اس کا
کہ ہیں تلاطمِ مے سے سبو اچھلتے ہوئے

تو ذرہ ذرہ اس عالم کا ہے زلیخا صفت
چلے جو دشتِ بلا میں کوئی سنبھلتے ہوئے

یہ روح کھنچتی چلی جا رہی ہے کس کی طرف
یہ پاؤں کیوں نہیں تھکتے ہمارے چلتے ہوئے

اسی کے نام کی خوشبو سے سانس چلتی رہے
اسی کا نام زباں پہ ہو دم نکلتے ہوئے

خیال و خواب کے کیا کیا نہ سلسلے نکلے
چراغ جلتے ہوئے آفتاب ڈھلتے ہوئے

اندھیرے ہیں یہاں سورج کے نام پر روشن
اجالوں سے یہاں دیکھے ہیں لوگ جلتے ہوئے

اتار ان میں کوئی اپنی روشنی یارب!
کہ لوگ تھک گئے ظلمت سے اب بہلتے ہوئے

وہ آ رہے ہیں زمانے کہ تم بھی دیکھو گے
خدا کے ہاتھ سے انسان کو بدلتے ہوئے

وہ صبح ہو گی تو فرعون پھر نہ گزریں گے
دلوں کو روندتے انسان کو مسلتے ہوئے

عبید اللہ علیم مرحوم

اداریہ

محرم الحرام اور چند دعائیں

نیا ہجری قمری سال مبارک ہو

ویسے تو اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے تمام دن، ہفتے، مہینے اور سال مبارک ہیں۔ لیکن بعض دنوں، مہینوں کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دوسرے دنوں اور مہینوں پر فضیلت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو سورۃ التوبہ آیت 36 میں بیان فرمایا ہے کہ مہینے تو سال میں 12 ہی ہیں لیکن چار مہینے ایسے ہیں جو حرمت والے مہینے ہیں۔ ان کو دوسرے مہینوں پر فضیلت حاصل ہے۔ ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور نہ ہی کسی قسم کا لڑائی جھگڑا۔ ان چار مہینوں میں سے ایک ''محرّم'' کا مہینہ ہے جس سے اسلامی (قمری) سال (ہجری قمری) کا آغاز ہوتا ہے۔

اس لئے اس ماہ کے احترام کو مدنظر رکھتے ہوئے دعائیں اور درود پڑھ کر گزارنا چاہئے۔ جس طرح یکم جنوری کو تہجد پڑھ کر دعائیں کرتے اور اپنی زندگی کو حسین تر بنانے کے لئے مختلف عہد باندھتے ہیں اسی طرح یکم محرم کو تہجد کے ساتھ دعائیں کرتے ہوئے، نئے نئے عہد باندھتے ہوئے سال کا آغاز کرنا چاہئے۔ بالخصوص اس عظیم قربانی کو مدنظر رکھتے ہوئے جو حضرت امام حسینؑ نے کلمہ باطل کے مقابل پر اعلائے کلمۃ الاسلام کی خاطر اپنی جان، جان آفرین کے سپرد کر دی۔ افسوس کہ مسلمان اسلامی سال کی اہمیت اور فضیلت کو مدنظر نہیں رکھتے اور بہت سوں کو تو یہ علم بھی نہیں ہوتا کہ ماہ محرم اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے۔ اور یکم محرّم سے نئے ہجری قمری سال کا آغاز ہو رہا ہے۔ اور پھر افسوس اس بات پر بھی ہے کہ محرم کی فضیلت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے اپنی جان پر ظلم کرنے اور لڑائی جھگڑے سے روکا ہے۔ یہی دو برائیاں ہمارے ایشیائی معاشرے میں بالخصوص ایشیائی مسلمان ممالک میں ماہ محرم میں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ شیعہ سنی فسادات اور قتل و غارت عروج پر ہوتا ہے۔ نفرتیں بڑھتی ہیں۔ امن و سلامتی کی قلت ہوتی ہے۔ یہی سارے غیر اسلامی افعال اپنے نفوس پر ظلم کرنے کے مترادف ہوتے ہیں۔ اور جب کہ ہمارے امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بار ہا احمدی مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلا چکے ہیں کہ دنیا میں امن کا قیام ایک احمدی کی اوّلین ذمہ داری ہے۔ امن کے قیام کے لئے دعائیں کرنا بھی ہماری اوّلین ذمہ داری ہے۔ اس لئے آئیں اس اسلامی سال کا غاز ایسی رقت بھری دعاؤں سے کریں کہ آسمان کے کنگرے بھی ہل جائیں اور ہماری دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ دنیا بھر میں ایسا امن قائم کر دے جو آج سے 1400 سال قبل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں دیکھنے کو ملتا تھا۔

محرم کی فضیلت، حضرت امام حسینؑ اور اہلِ بیت کا مقام اور درود شریف پڑھنے کے حوالے سے آپ قارئین کو دو دن پر پھیلے محرم نمبر (29-30 جولائی) میں بہت کچھ ملے گا جس سے آپ کے ایمان کو گرمائش ملے گی اور اہل بیت اور حضرت امام حسن وحسین علیہم السلام سے محبت بڑھے گی۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم، اہل بیت اور روحانی آل پر کثرت سے درود پڑھنے کے مواقع میسر آئیں گے۔

خاکسار اس آرٹیکل میں صرف بعض دعاؤں پر اکتفا کرے گا۔ اس امید کے ساتھ ہم ماہ محرّم میں اور اس اسلامی سال میں ان دعاؤں کے ورد کے ساتھ داخل ہوں گے اور اپنے اللہ کے دربار میں بھی امید رکھتا ہوں کہ وہ ہماری تمام التجائیں اور دعائیں قبول فرمائے گا اور اس اسلامی سال کو ہمارے لئے، جماعت احمدیہ کے لئے، اسلام اور امت کے لئے رحمت و برکت کا موجب بنائے گا۔

نئے دور میں داخل ہونے کی دعا

اللہ تعالیٰ نے کسی نئی جگہ اور نئے دور میں داخل ہونے پر مومنوں کو یہ دعا سکھائی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کو آغاز و انجام کے نیک ہونے اور خاص نصرت الٰہی کی دعا کے نام سے یاد فرمایا ہے۔

رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا

(بنی اسرائیل:81)

اے میرے ربّ! مجھے اس طرح داخل کر کہ میرا داخل ہونا سچائی کے ساتھ ہو اور مجھے اس طرح نکال کہ میرا نکلنا سچائی کے ساتھ ہو اور اپنی جناب سے میرے لئے طاقتور مددگار عطا کر۔

(ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

برکتوں والی جگہ پر داخل کر

رَبِّ اَنۡزِلۡنِیۡ مُنۡزَلًا مُّبٰرَکًا وَّاَنۡتَ خَیۡرُ الۡمُنۡزِلِیۡنَ

(المومنون:30)

اے میرے ربّ! تُو مجھے ایک مبارک اُترنے کی جگہ پر اتار اور تُو اتارنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

(ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

ہم وغم دور کرنے کے لئے صبح وشام پڑھنے کی دعا

حَسۡبِیَ اللّٰہُ ۫ۖ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَہُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ

(التوبہ:129)

میرے لئے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں توکل کرتا ہوں اور وہی عرشِ عظیم کا ربّ ہے۔

نیا چاند دیکھنے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَینَا بِالۡاَمنِ وَالۡاِیمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالۡاِسلَامِ رَبِّی وَ رَبُّکَ اللّٰہُ، ھِلَالُ خَیرٍ وَّ رُشدٍ، ھِلَالُ خَیرٍ وَّ رُشدٍ، ھِلَالُ خَیرٍ وَّ رُشدٍ، اٰمَنتُ بِاللّٰہِ الَّذِی خَلَقَکَ۔

(ترمذی الدعوات و حاکم الدعاء)

ترجمہ:-اے اللہ! اس (چاند) کو ہم پر امن و سلامتی اور ایمان و اسلام کے ساتھ طلوع فرما (اے چاند) میرا اور تیرا ربّ اللہ ہے۔ یہ چاند خیر و بھلائی کا چاند ہو، خیر و بھلائی کا چاند، خیر و بھلائی کا چاند، مَیں اُس اللہ پر ایمان لایا جس نے تجھے پیدا کیا۔

نئی جگہ اور نئے دَور میں داخل ہونے کی ایک اور دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسأَلُکَ خَیرَ المَولِجِ، وَخَیرَ المَخرَجِ بِسمِ اللّٰہِ وَلَجنَا وَبِسمِ اللّٰہِ خَرَجنَا، وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلنَا۔ (ابو داؤد و ترمذی)

ترجمہ:-اے اللہ! مَیں تجھ سے نئی جگہ و دور میں داخل ہونے اور نکلنے کی بھلائی اور خیر طلب کرتا ہوں۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہم (نئی جگہ و دور) میں داخل ہوئے اور اللہ کے نام کے ساتھ ہم (پرانی جگہ سے) نکلے اور اللہ پر جو ہمارا ربّ ہے ہم نے توکل کیا۔

سال کے بابرکت ہونے کی دعا

اَللّٰھُمَّ بَارِك لَنَا فِیھَا۔اَللّٰھُمَّ بَارِك لَنَا فِیھَا۔اَللّٰھُمَّ بَارِك لَنَا فِیھَا۔اَللّٰھُمَّ ارزُقنَا جَنَاھَا وَحَبِّبنَا اِلَی اَھلِھَا وَحَبِّب صَالِحِیْ اَھلِھَا اِلَینَا۔

(مستدرک حاکم)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے لئے اس سال میں برکت رکھ دے۔ اے اللہ! ہمیں اس سال میں برکت بخش۔ اے اللہ! ہمارے لئے اس سال میں برکت کے سامان مہیا کر دے۔ اے اللہ! ہمیں اس کے پھلوں سے رزق دے اور اس کے باشندوں کے دلوں میں ہماری محبت ڈال اور اس بستی کے نیک بندوں کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا کر دے۔

نئے دن میں داخل ہونے کی دعا

رَبِّ اَسأَلُكَ خَیرَ مَا فِی ھٰذَا الیَومِ وَخَیرَ مَا بَعدَہٗ، وَاَعُوذُبِكَ مِن شَرِّ مَا فِی ھٰذَا الیَومِ وَ شَرِّ مَا بَعدَہٗ، رَبِّ اَعُوذُبِكَ مِنَ الکَسَلِ وَسُوءِ الکِبَرِ، رَبِّ اَعُوذُبِكَ مِن عَذَابٍ فِی النَّارِ وَعَذَابٍ فِی القَبرِ۔

(مسلم کتاب الذکر)

ترجمہ:۔ اے میرے ربّ! مَیں تجھ سے اِس دن کی خیر چاہتا ہوں اور اس کے بعد کی بھلائی بھی اور مَیں تجھ سے اس دن کے شرّ کی پناہ مانگتا ہوں اور اِس کے بعد کی برائی سے بھی۔

اے میرے ربّ! مَیں سُستی اور تکبّر کی برائی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میرے پروردگار! مَیں آگ کے عذاب اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا میں الیوم کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ الیوم کی جگہ ھذہ السنۃ یعنی اس سال کا بھی کہہ کر دعا ہوسکتی ہے۔

صبح و شام کی دعائیں

• آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو صبح و شام پڑھنے اور اپنے ان اوقات کو بابرکت بنانے کے لئے بہت سی دعائیں سکھلائیں ان میں سے دو دعائیں تحریر ہیں۔

• حضرت عبد اللہؓ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ روزانہ صبح اور شام کچھ دُعائیہ کلمات ضرور پڑھتے تھے۔ اُن میں سے ایک دُعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسأَلُكَ العَافِیَۃَ فِی الدُّنیَا وَالآخِرَۃِ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسأَلُكَ العَفوَ وَالعَافِیَۃَ فِی دِینِی وَدُنیَایَ، وَاَھلِی وَمَالِی، اَللّٰھُمَّ استُر عَورَاتِی، وَآمِن رَوعَاتِی، اَللّٰھُمَّ احفَظنِی مِن بَینِ یَدَیَّ وَمِن خَلفِی وَعَن یَمِینِی وَعَن شِمَالِی وَمِن فَوقِی، وَاَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ اَن اُغتَالَ مِن تَحتِی

(ابو داؤد)

ترجمہ:-اے اللہ! مَیں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا طلبگار ہوں۔ اے اللہ! مَیں تجھ سے دین و دنیا، مال و گھر بار میں عفو اور عافیت کا خواستگار ہوں۔ اے اللہ! میری کمزوریاں ڈھانپ دے اور مجھے میرے خوفوں سے امن دے۔ اے اللہ! میرے آگے پیچھے اور میرے دائیں بائیں اور میرے اوپر سے خود میری حفاظت فرما اور مَیں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں کہ مَیں اپنے ماتحتوں سے کسی مخفی مصیبت

بقیہ صفحہ 14 پر

ابو فاضل بشارت

اسلامی سال کا پہلا مہینہ، محرم الحرام

نوٹ از ایڈیٹر: اسلامی سال 1444ہجری آج غروب آفتاب کے ساتھ شروع ہو رہا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ نیا اسلامی سال تمام عالم انسانیت کے لیے بالعموم اور جماعت احمدیہ عالمگیر کے لیے بالخصوص برکتوں، رحمتوں اور ترقیات کا موجب اور پُرامن ہو اور ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی پُربصیرت رہنمائی میں جماعت احمدیہ میں ہونیوالی غیرمعمولی ترقیات کا سلسلہ غلبہ اسلام کا موجب بنے۔ آمین اَللّٰھم آمین۔ اس نئے اسلامی سال کے امادہ ہمارے قارئین کے لئے مکرم ابو فاضل بشارت ہر ماہ پیش کیا کریں گے ان شاء اللہ۔ اس سیریز کا پہلا مضمون ’’محرم الحرام‘‘ قارئین کی خدمت میں مضمون نگار کے لیے دعا کی درخواست کے ساتھ پیش ہے۔

دنیا میں پیش آمدہ واقعات و معاملات کے اوقات کا تعین کرنا ایک ناگزیر امر تھا۔ اس لیے مختلف زمانوں اور علاقوں میں مختلف علاقائی کیلنڈر ترتیب دے کر رائج کیے گئے۔ ان کی بنیاد عام طور پر کسی عظیم شخصیت کا یوم ولادت، یوم وفات، کسی بادشاہ کی تخت نشینی یا کسی میلے، جشن، کسی بڑے زلزلے، سیلاب یا طوفان یا کسی اہم واقعہ کی نسبت رکھی جاتی تھی۔

چنانچہ معروف مورخ علامہ ابن جوزی اپنی تصنیف مرآۃ الزمان فی تواریخ الاعیان میں تحریر کرتے ہیں کہ

’’میرے دادا نے عامر شعبی کی سند سے ہم سے روایت بیان کی کہ جب بنی آدم کی زمین میں کثرت ہوگئی اور وہ زمین میں پھیل گئے تو انہوں نے ہبوط آدمؑ یعنی حضرت آدمؑ کے جنت سے نکالے جانے کے واقعہ سے تاریخ شمار کو کیا اور یہ تاریخ طوفان نوحؑ تک رہی۔ پھر طوفان نوحؑ کے واقعہ سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے آگ میں ڈالے جانے کے واقعہ تک تاریخ شمار کی گئی۔ پھر یہ تاریخ نارِ ابراہیمؑ کے واقعہ سے حضرت یوسفؑ کی زمانہ بعثت تک اور پھر وہاں سے حضرت موسیٰؑ کے بنی اسرائیل کے ساتھ مصر سے خروج تک شمار کی جاتی رہی۔ پھر اس تاریخ کا شمار خروج مصر سے حضرت داؤدؑ کے زمانہ تک رہا۔ اور وہاں سے حضرت سلیمانؑ کے زمانہ تک اور پھر زمانہ حضرت سلیمانؑ سے حضرت عیسیٰؑ کی بعثت تک تاریخ کا سلسلہ جاری رہا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ تاریخ کا شمار حضرت آدمؑ سے طوفان نوحؑ تک پھر وہاں سے نارِ حضرت ابراہیمؑ تک اور پھر وہاں سے حضرت اسماعیلؑ کے بیت اللہ کی تعمیر تک اور وہاں سے معد بن عدنان اور پھر کعب بن لوی تک اور پھر کعب سے عام الفیل تک کیا گیا۔

اس بارہ میں تیسرا قول یہ ہے کہ حمیر نے تاریخ کو تبابعہ سے شمار کیا کرتے تھے اور اہل غسان ’’سد‘‘ سے اور اہل صنعاء یمن پر حبشہ کے غلبہ سے اور پھر غلبہ اہل فارس سے تاریخ بیان کیا کرتے تھے۔ پھر اہل عرب نے مشہور ایام سے تاریخ شمار کرنا شروع کردی مثلاً جنگ بسوس اور داحس اور غبراء اور یوم ذی قار اور فجارین اور جنگ بسوس اور رسول اللہ ﷺ کی بعثت میں ساٹھ سال کا عرصہ ہے۔

چوتھا قول یہ ہے کہ اہل فارس اپنے بادشاہوں کے دور حکومت سے اپنی تاریخ شمار کرتے تھے جو کہ ان کے نزدیک چار ہیں۔ پہلا بادشاہ کیومرت ہے جسے طھمورت بھی کہا جاتا ہے اور وہ ’’کل شاہ‘‘ کہلاتا تھا جس کا مطلب ہے مٹی کا بادشاہ اور اہل فارس اسے آدم سمجھتے تھے۔ دوسرا بادشاہ یزدجرد اور تیسرا اردشیر بن بابک اور چوتھا نوشیروان عادل ہے۔ جہاں تک رومیوں کا تعلق ہے تو انہوں نے دار ابن دارا کے قتل سے فارسیوں کے ان پر غلبہ تک اپنی تاریخ شمار کی۔ اور قبطیوں نے بخت نصر سے قلوپطرا ملکہ مصر تک اپنی تاریخ رکھی اور یہودیوں نے اپنی تاریخ کا آغاز بیت المقدس کی تباہی سے کیا اور عیسائیوں نے حضرت مسیحؑ کے وفات سے اپنی تاریخ کی بنیاد رکھی۔‘‘

(مرآۃ الزمان فی تواریخ الاعیان جزء1صفحہ 10-11)

یہ روایت ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں، علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں اور علامہ سخاوی نے الاعلان بالتوبیخ میں بھی بیان کی ہے۔

پس ازمنہ ماضیہ میں مختلف کیلنڈر رائج رہے جیسا کہ بابلی، سامری، مصری، بربری، ایتھوپین، مایا، جولین، بکرمی سمت، اوماء، میسوپوٹیمیا کا Gezerاور چینیوں کا Four season and Eight Nodes کیلنڈرز وغیرہ۔

کیلنڈروں میں فرق

لیکن قبل از اسلام جتنے بھی کیلنڈر انسانی تحقیق کے نتیجہ میں وجود میں آئے سب میں کوئی نہ کوئی سقم یا فرق ضرور رہا۔ شمسی تقویم میں تو ابھی تک چار دنوں کا فرق ہے۔ عیسوی یعنی رومن کیلنڈر میں سال دس ماہ کا ہوتا تھا جس کے 304 دن ہوتے تھے اور سال کا پہلا مہینہ مارچ ہوتا تھا اور علی الترتیب ستمبر ساتواں، اکتوبر آٹھواں، نومبر نواں، دسمبر دسواں، بعد میں جنوری فروری کا اضافہ کر کے بارہ مہینے پورے کیے گئے۔ اسی طرح عیسوی کیلنڈر میں بھی سال کا آغاز کبھی مارچ سے ہوتا کبھی ستمبر سے، کبھی ایسٹر سے تو کبھی کرسمس سے۔ بالآخر 1752ء میں انگلستان نے جنوری کو سال کا پہلا مہینہ قرار دیا تو یورپ و امریکہ نے بھی اسی کو تسلیم کرلیا۔

اسلامی تقویم

اسلام دین فطرت ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے عبد کامل خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو فطری طریق حساب کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا:

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾

(یونس: 6)

وہی ہے جس نے سورج کو روشنی کا ذریعہ بنایا اور چاند کو نور، اور اس کے لئے منزلیں مقرر کیں تا کہ تم سالوں کی گنتی اور حساب سیکھ لو اللہ نے یہ (سب کچھ) پیدا نہیں کیا مگر حق کے ساتھ وہ آیات کو ایک ایسی قوم کے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے جو علم رکھتے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

’’لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ کہ ہم نے سورج اور چاند کی منازل اس لی مقرر کی ہیں تا کہ تم عدد سنین اور حساب کو جان سکو۔ یعنی ان خارجی وجودوں کی حرکت کو دیکھ کر معلوم کرسکو کہ تم پر ایک زمانہ گذر گیا ہے اور تم اس جگہ پر نہیں رہے جہاں پہلے تھے۔ اگر یہ فرق نہ ہوتا یعنی زمین سے باہر کوئی اور کرہ نہ ہوتا جو حرکت کرتا اور کبھی کہیں اور کبھی کہیں نظر آتا تو کبھی بھی ہم میں زمانہ کا احساس پیدا نہیں ہوسکتا تھا اور اگر وہ کرہ خود ایک خاص قانون کے ماتحت حرکت نہ کرتا یا اس کے گرد دوسرے کرہ جات ایک خاص قانون کے ماتحت حرکت نہ کرتے تو وقت کے احساس کو خاص اندازوں میں تقسیم کرنا ناممکن ہوجاتا۔ پس تمام تاریخ اور حساب کا معاملہ سورج اور چاند سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک کی اپنی گردش سے۔ اور دوسرے کے گرد دوسرے سیاروں کی گردش سے۔ چاند زمین کے گرد گھومتا ہے اور اس سے مہینوں اور ہفتوں کا اندازہ ہوتا ہے اور سورج زمین کے گرد گھومتی ہیں اور اسی طرح اس کے سامنے گھومتی ہے اس سے دنوں اور سالوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ حساب کا تعلق بھی سیاروں کی گردش سے نہایت گہرا ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد3صفحہ 28-29)

پھر سورۃ یٰس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۳۹﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿۴۰﴾

(یٰس 39-40)

اور سورج (ہمیشہ) اپنی مقررہ منزل کی طرف رواں دواں ہے یہ کامل غلبہ والے (اور) صاحب علم کی (جاری کردہ) تقدیر ہے۔ اور چاند کے لئے بھی ہم نے منازل مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ وہ کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔

اسی طرح چاند کو تعین اوقات کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرمایا

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ

(البقرۃ: 190)

وہ تجھ سے پہلی تین رات کے چاندوں کے متعلق پوچھتے ہیں تُو کہہ دے کہ یہ لوگوں کے لئے اوقات کی تعیین کا ذریعہ ہیں اور حج (کی تعیین) کا بھی۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’ان آیات قرآنیہ سے واضح ہے کہ تاریخ اور حساب کے ساتھ سورج اور چاند دونوں کا تعلق ہے اور یہ علوم کبھی بھی ظاہر نہیں ہوسکتے تھے اگر سورج اور چاند کا وجود نہ ہوتا۔ اگر سورج اور چاند نہ ہوتے تو دنوں اور سالوں کا اندازہ ہی نہ ہوسکتا۔ اس لیے کہ اندازہ اور فاصلہ معلوم کرنے کے لیے کسی مستقل چیز کا موجود ہونا ضروری ہوتا ہے۔۔۔ چونکہ کسی مستقل چیز کے بغیر فاصلہ معلوم کرنا ناممکن ہوتا ہے اس لیے اگر سورج اور چاند نہ ہوتے تو سالوں اور دنوں کا اندازہ بھی نہ ہوسکتا۔۔۔ بہرحال قمری اور شمسی دونوں نظام حساب کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ جہاں تک عوام الناس کا تعلق ہے وہ چاند کے مہینوں سے ہی زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں کیونکہ شمسی نظام سے تعلق رکھنے والے حسابات ان کی علمی استعداد سے بالا ہوتے ہیں۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 417-418)

سال کے بارہ مہینوں کی صراحت

اللہ تعالیٰ نے اپنی کامل شریعت میں حساب اور تعیین اوقات کا فطری ذریعہ ہی صرف بیان نہیں فرمایا بلکہ اس کے ساتھ بڑا واضح فرمادیا کہ ابتدائے آفرینش سے ایک سال میں بارہ مہینے ہی ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوۡرِ عِنۡدَ اللّٰهِ اثۡنَا عَشَرَ شَهۡرًا فِیۡ کِتٰبِ اللّٰهِ یَوۡمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ مِنۡهَاۤ اَرۡبَعَةٌ حُرُمٌ

(التوبہ:36)

یقیناً اللہ کے نزدیک، جب سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، اللہ کی کتاب میں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہی ہے اُن میں سے چار حرمت والے ہیں۔

پس اسلام میں سال کے بارہ مہینے مقرر کیے گئے ہیں۔ جن میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ حرمت والے چار مہینے ہیں: ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب۔

اسلامی سال یا ہجری سال کی ابتداء

قبل از اسلام عرب میں مشہور ایام کی نسبت سے تاریخ شمار کی جاتی تھی اور قریش مکہ عام الفیل سے تاریخ شمار کیا کرتے تھے۔ اسلامی یا ہجری تاریخ کے آغاز کے بارہ میں مختلف روایات ملتی ہیں۔ ایک روایت کے مطابق جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے تاریخ لکھنے کا حکم فرمایا تو ربیع الاول سے اسے شروع کیا گیا۔ لیکن علمائے فن حدیث نے اس روایت کو معضل قرار دیا ہے کہ یہ اس قول مشہور کے خلاف ہے کہ یہ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں شروع ہوئی۔

(فتح الباری جزء7 صفحہ 268)

علامہ جلال الدین سیوطی علامہ ابن صلاح کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میرے استاد ابوطاہر بن محمش الزیادی نے تاریخ الشروط میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسلامی تاریخ کا ہجرت مدینہ سے آغاز کیا جب آپؐ نے نجران کے عیسائیوں کو مکتوب ارسال فرمایا اور حضرت علیؓ کو اس پر تاریخ لکھنے کا حکم فرمایا۔ پس اسلامی تاریخ کا آغاز کرنیوالے تو رسول اللہ ﷺ ہیں حضرت عمرؓ نے آپؐ کی پیروی کی۔

(الشماریخ فی علم التاریخ از جلال الدین سیوطی جزء1 صفحہ 12)

لیکن جب رسول اللہ ﷺ کے مکتوبات کے نسخہ جات کا جائزہ لیا جائے تو ان پر تاریخ لکھی ہوئی نہیں ملتی۔ رسول اللہ ﷺ کے تمام مکتوبات کے نسخہ جات اور متن کو ڈاکٹر محمد حمید اللہ تنولی صاحب کی کتاب ''مجموعة الوثائق السیاسیة للعہد النبوی والخلافة الراشدة'' میں دیکھا جاسکتا ہے۔

عہد فاروقی میں اسلامی کیلنڈر کا آغاز

علامہ طبری نے ایک روایت شعبی سے نقل کی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں لکھا کہ آپ کی طرف سے جو احکامات اور خطوط موصول ہوتے ہیں ان پر تاریخ موجود نہیں ہوتی (جس سے مشکل پیش آتی ہے) اس پر حضرت عمرؓ نے لوگوں کو مشورہ کے لیے جمع کیا۔ بعض نے مشورہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے تاریخ کا آغاز کیا جائے۔ بعض نے کہا کہ ہجرت مدینہ سے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فیصلہ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت مدینہ سے اسلامی تاریخ کا آغاز کیا جانا چاہیے کیونکہ اس ہجرت نے حق و باطل کے درمیان فرق واضح کیا۔

(تاریخ طبری جزء2 صفحہ 388)

علامہ طبری نے ایک اور روایت میمون بن مہران سے نقل کی ہے کہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک دستاویز لائی گئی جس پر صرف شعبان لکھا ہوا تھا جس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ کونسا شعبان مراد ہے؟ کیا آئندہ والا شعبان مراد ہے یا جس میں ہم موجود ہیں وہ شعبان مراد ہے؟ پھر آپؓ نے صحابہ رسول ﷺ کو فرمایا کہ لوگوں کے لیے ایک ایسی چیز تیار کی جائے جس سے وہ یہ بات معلوم کرلیا کریں۔ بعض نے مشورہ دیا کہ رومی تاریخ کے مطابق شمار کرلی جائے۔ بعض نے کہا کہ اہل فارس کی تاریخ کے مطابق تاریخ لکھ لی جائے۔ سب کی رائے لی گئی تاکہ کوئی مناسب فیصلہ ہوسکے۔ پھر یہ معلوم کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کتنا عرصہ مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے؟ پتہ چلا کہ دس سال۔ اس پر اسلامی تاریخ کا آغاز ہجرت رسول ﷺ سے کیا گیا۔

(تاریخ طبری جزء2 صفحہ 388)

ایک روایت کے مطابق حضرت علیؓ نے یہ مشورہ دیا کہ ''اسلامی کیلنڈر کا آغاز ہجرت نبویؐ کے دن سے کرلیا جائے کیونکہ اس روز آپ نے ارض شرک کو چھوڑا تھا۔'' اس تجویز کو حضرت عمرؓ نے پسند فرمایا اور ایسا ہی کیا۔

(مستدرک حاکم جزء3 صفحہ 15)

ان روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اسلامی سال کا آغاز ہجرت مدینہ سے حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں 17 ھ کو ہوا اور یہی مشہور قول ہے۔

اسلامی سال کے پہلے اسلامی مہینہ کا تعین

نئے ہجری سال کا آغاز تو صحابہ کرامؓ کے مشورہ خصوصاً حضرت علیؓ کی تجویز سے ہجرت نبویؐ سے طے پاگیا۔ اب یہ بحث سامنے آئی کہ اسلامی سال کا پہلا مہینہ کونسا ہونا چاہیے؟ اس بارہ میں ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ اسلامی تاریخ مقرر کی جائے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کس طرز پر ہونی چاہیے؟ اس شخص نے کہا ایسے ہی جیسے عجمی کرتے ہیں وہ فلاں سال کا فلاں مہینہ لکھتے ہیں۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ تم لوگ بھی تاریخ کا آغاز کرو۔ تو آپؓ سے لوگوں نے پوچھا کہ ہم کس سال سے اپنی تاریخ کا آغاز کریں۔ کیا رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے یا آپ کی وفات سے؟ اس بحث کے بعد بالآخر سب نے ہجرت نبویؐ پر اتفاق کیا۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ ہم اپنے اسلامی سال کا آغاز کس مہینے سے کریں؟ رجب سے جس کی زمانہ جاہلیت میں تعظیم کی جاتی تھی یا پھر رمضان سے یا حج کے مہینہ ذوالحجہ سے؟ بعض نے رائے دی کہ جس مہینہ میں رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے ہجرت کی اسے اسلامی سال کا پہلا مہینہ قرار دے دیا جائے؟ دوسرے گروہ نے کہا کہ جس مہینہ میں آپؐ مدینہ میں داخل ہوئے اس کو اسلامی سال کا پہلا مہینہ مان لیا جائے۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ محرم کو اسلامی سال کا پہلا مہینہ قرار دینا چاہیے کیونکہ یہ حرمت والا مہینہ ہے اور گنتی کے مہینوں میں پہلے نمبر پر ہے اور اسی مہینہ میں لوگ حج سے واپس لوٹتے ہیں۔ پس سب نے اسلامی سال کا پہلا مہینہ محرم ہونے پر اتفاق کرلیا۔

(الشماریخ فی علم التاریخ جزء1 صفحہ15، تاریخ طبری جزء2 صفحہ 389)

پہلا اسلامی مہینہ محرم الحرام

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَذَکِّرۡهُمۡ بِاَیّٰىمِ اللّٰهِ

(ابراہیم:6)

اور انہیں اللہ کے دن یاد کرا۔

مفسر قرآن حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ کے نزدیک ''ایام اللہ'' سے مراد وہ ایام ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا نزول ہوا ہو۔

(تفسیر الدر المنثور للسیوطی جزء5 صفحہ6)

ایسے منعم فیہ دنوں کی شناخت کے لیے اسلامی سال کے اسلامی مہینوں کا تعارف حاصل ہونا بہت ضروری ہے۔ جیسا کہ ذکر ہوچکا ہے کہ اسلامی سال کا پہلا مہینہ ماہ محرم قرار پایا۔ یہ وہ بابرکت مہینہ ہے جو دوسرے مذاہب میں بھی مقدس اور قابل تعظیم سمجھا جاتا تھا۔ اسلام میں اس کی عظمت واحترام پہلے سے بڑھ کر ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ قرآنی آیت ''وَالۡفَجۡرِ ۙ﴿۲﴾ وَلَیَالٍ عَشۡرٍ ۙ﴿۳﴾'' (الفجر:2-3) میں فجر سے مراد ماہ محرم ہے جو سال کی فجر ہے۔ حضرت عبید بن عمیرؓ بیان کرتے ہیں کہ محرم اللہ عزوجل کا مہینہ ہے اور سال کا سر ہے یعنی سال کا اسی سے آغاز ہوتا ہے اس میں خانہ کعبہ کو غلاف پہنایا جاتا ہے اور اسی سے تاریخ کا حساب رکھا جاتا ہے اور اس مہینہ میں ایک دن ہے جس میں ایک قوم نے توبہ کی توفیق پائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔

(تاریخ طبری جزء2 صفحہ 390)

محرم کی وجہ تسمیہ اور دوسرے نام

محرم الحرام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں لوگ قتل و غارت اور لڑائیوں کو حرام سمجھتے تھے۔ علامہ اصفہانی اور علامہ مسعودی نے بھی یہی وجہ تسمیہ اس کی بیان کی ہے۔ علامہ سخاوی لکھتے ہیں کہ ''محرم کو محرم اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ حرمت (تعظیم و تقدیس) والا مہینہ ہے لیکن میرے نزدیک اس کا نام محرم رکھنے میں اس کی حرمت کی تاکید کی گئی ہے کیونکہ (زمانہ جاہلیت میں) اہل عرب اس کے ساتھ کھیلا کرتے تھے کبھی اسے (لڑائی اور جنگ) کے لیے حلال کرلیتے تھے اور کبھی حرام قرار دے دیتے تھے۔''

(تفسیر ابن کثیر جزء3 صفحہ 358)

محرم کو زمانہ جاہلیت میں ''مؤتمر'' اور ''موجب'' بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ''صفر الاول''، ''شہر اللہ''، ''شہر اللہ الاصم'' بھی محرم کے نام کے طور پر روایات میں استعمال ہوئے ہیں۔

ماہ محرم کی عظمت وفضیلت

ماہ محرم قرآن کریم میں بیان فرمودہ حرمت وتعظیم والے چار مہینوں میں سے ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اس کی حرمت کو قائم رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے اور اس میں چار حرمت والے مہینے ہیں۔ تین تو مسلسل ہیں یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم جبکہ چوتھا رجب مضر ہے جو جمادی اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔''

(بخاری کتاب التفسیر باب قولہ ان عدة الشھور)

ماہ محرم کی فضیلت کے متعلق حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''ماہ رمضان کے بعد سب مہینوں سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں۔''

(مسلم کتاب الصیام باب فضل صوم المحرم)

اس حدیث نبویؐ میں ماہ محرم کو اللہ کا مہینہ قرار دیا گیا ہے جو اس کی فضیلت اور اس کے شرف پر دلالت کرتا ہے۔

یوم عاشوراء دس محرم

ماہ محرم کی دس تاریخ کو یوم عاشوراء کہا جاتا ہے جو ایک تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کا دوسرا نام ''یوم الزینة'' بھی بیان ہوا ہے۔ (سنن

الکبریٰ للنسائی جزء10 صفحہ 172)احادیث میں اس دن کے بارہ میں جو معلومات درج ہیں وہ یہ ہیں کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات عطا فرمائی اور اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا۔ (بخاری کتاب الصوم باب صوم یوم عاشوراء)یوم عاشوراء کا دن یہود عید شمار کیا کرتے تھے۔

(بخاری کتاب الصوم باب صوم یوم عاشوراء)

یوم عاشوراء کے دن خیبر کے یہود عید منایا کرتے تھے۔یہودی عورتیں اس دن زیورات پہنتی تھیں اور بناؤ سنگھار کیا کرتی تھیں۔

(مسلم کتاب الصیام باب صوم یوم عاشوراء)

یہود اس دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

(بخاری کتاب الصوم باب صوم یوم عاشوراء)

زمانہ جاہلیت میں قریش بھی اس دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

(بخاری کتاب الصوم باب صوم یوم عاشوراء)

اس دن خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا۔

(بخاری کتاب الحج باب قول اللہ تعالیٰ:جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام۔۔)

رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشوراء کو اللہ کے ایام میں سے ایک دن قرار دیا ہے۔

(مسلم کتاب الصیام باب صوم یوم عاشوراء)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم موسیٰ کی نسبت سے تم سے زیادہ حقدار ہیں اور آپؐ نے اس دن خود روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

(بخاری کتاب الصوم باب صوم یوم عاشوراء)

یوم عاشوراء کے روزوں کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے اس خاص دن خود بھی روزہ رکھا اور اپنی امت کو بھی روزہ رکھنے کی تلقین فرمائی۔اس کی تحریض دلاتے ہوئے فرمایا کہ ”یوم عاشوراء کے روزے رکھنے سے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ گزشتہ ایک سال کے گناہ معاف فرمادے گا۔“

(ترمذی ابواب الصوم بَابُ مَا جَاءَ فِي الحَثِّ عَلَى صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ”میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی دن کو افضل سمجھ کر روزہ رکھا ہوسوائے یوم عاشوراء کے اور نہ ہی آپ نے ماہ رمضان کے سوا کسی مہینے کے پورے روزے رکھے ہیں۔“

(مسلم کتاب الصیام باب صوم یوم عاشوراء)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی نے عرض کیا:

”یارسول اللہ ﷺ!اگر رمضان کے علاوہ کسی مہینے میں،میں روزے رکھنا چاہوں تو آپ کس مہینے کے روزے میرے لئے تجویز فرمائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تو رمضان کے علاوہ کسی مہینے میں روزے رکھنا چاہے تو محرم کے مہینے میں روزے رکھنا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔اس میں ایک دن ایسا ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی توبہ قبول فرمائی اور ایک قوم کی توبہ (آئندہ بھی) قبول فرمائیں گے۔“

(ترمذی ابواب الصوم،باب ماجاء فی صوم المحرم)

رسول اللہؐ کی سنت

رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں قیام کے دوران یوم عاشوراء کا روزہ رکھا۔ہجرت مدینہ کے بعد آپ ﷺ نے مدینہ میں بھی عاشوراء کا روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی اس کا حکم فرمایا۔لیکن جب ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے تو آپ ﷺ نے صحابہؓ کو یوم عاشوراء کا روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کا اختیار دے دیا۔

(بخاری کتاب الصوم باب صوم یوم عاشوراء)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری سال میں یوم عاشوراء کے ساتھ ایک دن اور ملا کر روزہ رکھنے کا ارادہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ”آئندہ سال ہم انشاء اللہ نو محرم کا بھی روزہ رکھیں گے۔“

(مسلم کتاب الصیام باب صوم یوم عاشوراء)

لیکن آئندہ سال سے قبل ہی آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

ماہ محرم کے تاریخی اہم واقعات

ماہ محرم میں عہد نبویؐ اور خلافت راشدہ میں جو اہم تاریخی اسلامی واقعات ہوئے ان میں سے چند کا ذکر یہ ہے:محرم 4 ہجری میں سریہ (ایسی جنگ جس میں آنحضور خود شامل نہ ہوئے ہوں مگر آپ نے اسے کسی معرکہ پر بھجوایا ہو) ابوسلمہؓ اور سریہ عبد اللہ بن انیسؓ ہوئے۔محرم 7 ہجری میں غزوہ ذی قرد اور غزوہ خیبر وقوع میں آئے۔محرم 9 ہجری میں سریہ عیینہ بن حصین ہوا۔محرم 14 ھ میں جنگ قادسیہ لڑی گئی۔محرم 16 ہجری میں حضرت ماریہؓ کی وفات ہوئی۔محرم 24 ہجری میں حضرت عثمانؓ مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔محرم 61 ہجری میں سانحہ کربلا ہوا اور حضرت امام حسینؓ کی شہادت کا عظیم سانحہ درپیش آیا۔

بقیہ:اے عدو حسین! اللہ سے ڈر...... از صفحہ 15

آنحضرتؐ کی علو شان اور درود شریف

تمام انسانوں میں سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہے جن کے لئے یہ ساری مخلوق ظہور پذیر ہوئی۔آپ انسانیت کا نچوڑ اور جوہر کامل ہیں۔آپ کو انسانیت کا کمال حاصل ہوا۔غرض ہمارے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے آپ کی علو شان کا اظہار کرسکیں“

(خطبات ناصر جلد دوم صفحہ 839)

درود شریف

جب تک ہم کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے نہ ہوں ہر وقت اس کی یاد میں اپنی زندگی کے لمحات نہ گزارنے والے ہوں صبح وشام اس کی تسبیح اور اس کی تحمید کرنے والے نہ ہوں اس کے پاک اور مقدس نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجیں اس وقت تک ہم اس کی تائید،اس کی رحمت اور اس کے فرشتوں کی تائید نصرت حاصل نہیں کر سکتے اور جب تک ایسا نہ ہو جائے اس وقت تک شیطانی اندھیروں سے نجات حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کے نور کی دنیا میں ہم داخل نہیں ہو سکتے (خطبات ناصر جلد دوم صفحہ 77)

اگر کوئی شخص مثلاً دس ہزار دفعہ درود پڑھتا ہے لیکن اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لئے اسوہ حسنہ نہیں بنایا۔تو اس درود پڑھنے کا اسے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔جب ہم درود پڑھیں تو ہمیں چاہیئے کہ اس نیت سے پڑھیں کہ اے خدا! تو نے دنیا میں ہمارے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نہایت ہی اعلیٰ نمونہ بنایا ہے اور تو نے اسے اس لئے نمونہ بنایا ہے تا کہ ہم اس کی پیروی کریں اور اس کے نمونہ پر چل کر اس کے اخلاق اپنے اندر پیدا کریں اور اس کے رنگ سے رنگین ہوں تو ایسا درود ہمیں فائدہ دے گا“

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 314)

یکم محرم سے معین پروگرام تسبیح تحمید
اور درود شریف

”آج میں جماعت کو اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ وہ سارے کے سارے آئندہ پورے ایک سال تک جو یکم محرم (غالباً 1388ھ ناقل) سے شروع ہوگا کم از کم مندرجہ ذیل طریق پر خدا تعالیٰ کی تسبیح،تحمید اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً یہ بتایا تھا

کل برکۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہر برکت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اور آپ کی اتباع سے حاصل کی جاسکتی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً ایک ایسی تسبیح اور تحمید اور درود کی راہ بھی دکھائی کہ جو ذکر بھی ہے درود بھی ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً یہ دعا سکھائی

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ

میں چاہتا ہوں کہ تمام جماعت کثرت کے ساتھ تسبیح،تحمید اور درود پڑھنے والی بن جائے اس طرح پر کہ ہمارے بڑے،مرد ہوں یا عورتیں کم از کم دو سو بار یہ تسبیح،تحمید اور درود پڑھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو الہام ہوا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ اور ہمارے نوجوان جو پندرہ سال سے 25 سال کی عمر کے ایک سو بار یہ تسبیح اور درود پڑھیں اور ہمارے بچے سات سال سے پندرہ سال تک 33 دفعہ یہ تسبیح اور درود پڑھیں اور ہمارے بچے اور بچیاں (پہلے بھی بچے اور بچیاں ہیں) جن کی عمر سات سال سے کم ہے جو ابھی پڑھنا بھی نہیں جانتے ان کے والدین یا ان کے سرپرست اگر والدین نہ ہوں ایسا انتظام کریں کہ ہر وہ بچہ یا بچی جو کچھ بولنے لگ گئی ہے یہ لفظ اٹھانے لگ گئی ہے۔سات سال کی عمر تک ان سے تین دفعہ کم از کم یہ تسبیح اور درود کہلوایا جائے۔اس طرح پر بڑے (25 سال سے زائد عمر) دو سو دفعہ،جوان کم از کم ایک سو بار اور بچے 33 بار اور بالکل چھوٹے بچے تین بار تسبیح اور تحمید کریں...اس طرح کروڑوں صوتی لہریں خدا تعالیٰ کی حمد اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے نتیجہ میں فضاء میں گردش کھانے لگ جائیں گی

ہمیں اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگنی چاہئے کہ اے خدا!ہمیں توفیق عطا کر کہ ہماری زبان سے تیری حمد اس کثرت سے نکلے اور تیرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہماری زبان سے درود اس کثرت سے نکلے کہ شیطان کی ہر آواز ان کی لہروں کے نیچے دب جائے اور تیرا ہی نام دنیا میں بلند ہو اور ساری دنیا تجھے پہچاننے لگے۔

پس دعاؤں کے ساتھ اس طرف متوجہ ہوں اور یکم محرم سے ساری جماعت اس کام میں مشغول ہو جائے“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 مارچ 1968ء بحوالہ خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 80)

مبارک احمد منیر۔ مبلغ سلسلہ برکینا فاسو

محرم کی اہمیت اور حضرت امام حسینؓ کا مقام

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک سال میں بارہ مہینے رکھے ہیں اور ساتھ ہی ان میں سے چار مہینوں کو حرمت والا قرار دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوۡرِ عِنۡدَ اللّٰهِ اثۡنَا عَشَرَ شَهۡرًا فِىۡ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوۡمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ مِنۡهَاۤ اَرۡبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰ لِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظۡلِمُوۡا فِيۡهِنَّ اَنۡفُسَكُمۡ وَقَاتِلُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوۡنَكُمۡ كَآفَّةً ؕ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۳۶﴾

(التوبہ: 36)

یقیناً اللہ کے نزدیک جب سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اللہ کی کتاب میں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہی ہے اُن میں سے چار حرمت والے ہیں یہی قائم رہنے والا اور قائم رکھنے والا دین ہے پس ان (مہینوں) کے دوران اپنی جانوں پر ظلم نہ کرنا اور (دوسرے مہینوں میں) مشرکوں سے اکٹھے ہو کر لڑائی کرو جس طرح وہ تم سے اکٹھے لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔

نیز فرمایا کیا کہ

يَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الشَّهۡرِ الۡحَـرَامِ قِتَالٍ فِيۡهِ ؕ قُلۡ قِتَالٌ فِيۡهِ كَبِيۡرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَكُفۡرٌ ۢ بِهٖ وَالۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ وَاِخۡرَاجُ اَهۡلِهٖ مِنۡهُ اَكۡبَرُ عِنۡدَ اللّٰهِ ۚ وَالۡفِتۡنَةُ اَكۡبَرُ مِنَ الۡقَتۡلِ

(البقرہ: 218)

وہ تجھ سے عزت والے مہینے یعنی اس میں قتال کے بارہ میں سوال کرتے ہیں (ان سے) کہہ دے کہ اس میں قتال بہت بڑا (گناہ) ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس کا انکار کرنا اور مسجدِ حرام سے روکنا اور ان لوگوں کو وہاں سے نکال دینا جو اس کے (حقیقی) اہل ہیں خدا کے نزدیک اس سے بھی بڑا (گناہ) ہے اور فتنہ قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔

ان حرمت والے مہینوں میں رجب، ذی القعدہ، ذی الحجہ، اور محرم کے مہینے شامل ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ

کہ جاہلیت کے لوگ حج کے مہینوں میں عمرہ نہیں کرتے تھے جب اسلام آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دے دی اور فرمایا عمرہ حج میں قیامت تک کے لیے داخل ہو چکا ہے۔ یعنی حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اشہر حج شوال ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن ہیں کسی شخص کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ حج کے مہینوں کے علاوہ کسی اور مہینے میں حج کا احرام باندھے اور حرمت والے مہینے یہ ہیں۔ رجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم۔ صحابہ کرام وغیرہم میں سے اکثر اہل علم اسی کے قائل ہیں۔

(جامع الترمذی کتاب الحج باب منہ حدیث نمبر 932)

اسلام سے پہلے بھی عرب میں چار مہینوں کو حرمت والے مہینہ قرار دیا جاتا تھا۔ مکہ کے مشرکین کفر و شرک کی حالت میں بھی ان مہینوں کی عظمت و فضیلت کے قائل تھے۔ اسلام کے آغاز تک ان مہینوں میں جہاد و قتال بھی منع تھا اور ساتھ ہی ان مہینوں میں عبادات و اتحاد کی خاص فضیلت رکھی گئی تھی اور اب بھی ان مہینوں میں عبادت کی فضیلت برقرار ہے۔ حج سے پہلے ایک مہینہ یعنی ذی القعدہ کو اس لیے حرمت والا قرار دیا گیا تا کہ وہ اس مہینے میں جنگ و جدال سے باز رہیں۔ ذی الحجہ کو اس لیے حرمت والا مہینہ قرار دیا تا کہ وہ مناسک حج ادا کرسکیں اور اس کے بعد ماہ محرم کو اس لیے حرمت والا قرار دیا تا کہ امن وسکون سے اپنے اپنے علاقوں میں لوٹ جائیں اور سال کے درمیان میں ماہ رجب کو اس لیے حرمت والا قرار دیا تا کہ جزیرۃ العرب کے دور دراز کے علاقوں میں سے آ کر اگر کوئی عمرہ کرنا چاہے تو اس سے فارغ ہو کر اپنے وطن بآسانی لوٹ جائے۔

ان تمام مہینوں کی جہاں اپنی اہمیت ہے وہاں محرم کے مہینہ کی خاصیت اپنی جگہ ہے کیونکہ احادیث میں محرم کے بے شمار فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہؐ افضل الصیام بعد شھر رمضان شھر اللّٰہ المحرم

(سنن ترمذی کتاب الصیام عن رسول اللّٰہؐ باب مَا جَاءَ فِي صَوْمِ الْمُحَرَّمِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماہ رمضان کے بعد سب سے افضل روزہ اللہ کے مہینے محرم کا روزہ ہے۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم افضل الصیام بعد رمضان شھر اللّٰہ المحرم وافضل الصلاۃ بعد الفریضۃ صلاۃ اللیل۔

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب فَضْلِ صَوْمِ الْمُحَرَّمِ)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب روزوں میں افضل روزے رمضان کے بعد محرم کے روزے ہیں جو اللہ کا مہینہ ہے اور بعد نماز فرض کے تہجد کی نماز ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا ماہ رمضان کے بعد کس مہینے میں روزہ رکھنے کا آپ مجھے حکم دیتے ہیں؟ تو انہوں نے اس سے کہا میں نے اس سلسلے میں سوائے ایک شخص کے کسی کو پوچھتے نہیں سنا میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے سنا اور میں آپ کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا اللہ کے رسول ماہ رمضان کے بعد آپ مجھے کس مہینے میں روزہ رکھنے کا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اگر ماہ رمضان کے بعد تمہیں روزہ رکھنا ہی ہو تو محرم کا روزہ رکھو وہ اللہ کا مہینہ ہے۔ اس میں ایک دن ایسا ہے جس میں اللہ نے کچھ لوگوں کی توبہ قبول کی اور اس میں دوسرے لوگوں کی توبہ قبول کرے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب فَضْلِ صَوْمِ الْمُحَرَّمِ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے۔ دوسرے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشوراء کے دن (یعنی دس محرم) روزہ رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس کا سبب معلوم فرمایا تو انہوں نے بتایا کہ یہ ایک اچھا دن ہے۔ اسی دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن فرعون سے نجات دلائی تھی۔ اس لیے موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کا روزہ رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا پھر موسیٰ علیہ السلام کے شریک مسرت ہونے میں ہم تم سے زیادہ مستحق ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن روزہ رکھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اس کا حکم دیا

(صحیح البخاری کِتَاب الصَّوْمِ بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سوا عاشوراء کے دن کے اور اس رمضان کے مہینے کے اور کسی دن کو دوسرے دنوں سے افضل جان کر خاص طور سے قصد کر کے روزہ رکھتے نہیں دیکھا۔

(صحیح البخاری کِتَاب الصَّوْمِ بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ)

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا عاشورے کا روزہ جاہلیت میں رکھا جاتا تھا پھر جب اسلام آیا تو اب چاہے کوئی رکھے چاہے چھوڑ دے

(صحیح مسلم کِتَاب الصِّيَام باب صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورے کے دن روزہ رکھا تو دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا تو لوگوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! یہ دن تو ایسا ہے کہ اس کی یہود و نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اگلا سال آئے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم نویں تاریخ کا روزہ رکھیں گے۔ آخر اگلا سال نہ آنے پایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔

(صحیح مسلم کِتَاب الصِّيَامِ باب أَيُّ يَوْمٍ يُصَامُ فِي عَاشُورَاءَ)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ آپ روزہ کیونکر رکھتے ہیں؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ ہو گئے یعنی اس لیے کہ یہ سوال بے موقع تھا۔ اس کو لازم تھا کہ یوں پوچھتا کہ میں روزہ کیونکر رکھوں پھر جب سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ دیکھا تو عرض کرنے لگے رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُولِهِم راضی ہوئے اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر اور پناہ مانگتے ہیں ہم اللہ اور اس کے رسول کے غصہ سے۔ غرض سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بار بار ان کلمات کو کہتے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ تھم گیا پھر سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! جو ہمیشہ روزہ رکھے وہ کیسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ اس نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا۔ پھر کہا جو دو دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے وہ کیسا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی طاقت کس کو ہے۔ یعنی اگر طاقت ہو تو خوب ہے پھر کہا جو ایک دن روزہ رکھے ایک دن افطار کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ روزہ ہے داؤد علیہ السلام کا پھر کہا جو ایک دن روزہ رکھے اور دو دن افطار کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آرزو رکھتا ہوں کہ مجھے اتنی طاقت ہو۔ یعنی یہ خوب ہے اگر طاقت ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین روزے ہر ماہ میں اور رمضان کے روزے ایک رمضان کے بعد دوسرے رمضان تک یہ ہمیشہ کا روزہ ہے یعنی ثواب میں اور عرفہ کے دن کا روزہ ایسا ہے کہ میں امیدوار ہوں اللہ پاک سے کہ ایک سال اگلے اور ایک سال پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جائے اور عاشورے کے روزہ سے امید رکھتا ہوں ایک سال اگلے کا کفارہ ہو جائے۔

(صحیح مسلم کِتَاب الصِّيَامِ باب اسْتِحْبَابِ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُورَاءَ وَالِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ)

ان احادیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں رسول اللہ ﷺ نے محرم کے مہینہ کو خاص اہمیت دی۔ آپؐ محرم میں روزے رکھتے اور دوسروں کو بھی تلقین کرتے کہ رمضان کے بعد محرم کے مہینہ کے روزے بہترین روزے ہیں۔ نیز دس محرم کا روزہ جسے عاشوریٰ کا کہا جاتا ہے زمانہ جہالیت میں بھی رکھا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے

تو آپ نے دیکھا کہ یہود اس دن کو خاص اہمیت دیتے ہیں اور اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ رسول للہ ﷺ نے بھی اسے رکھنے کا حکم دیا نیز بعد میں یہ بھی فرمایا کہ امت مسلمہ اور یہود میں فرق کرنے کے لیے بہتر ہے کہ 9 یا 11 محرم کے کو بھی روزہ رکھا جائے۔

اسلامی تاریخ میں محرم کا مہینہ اس لیے بھی خاص اہمیت رکھتا ہے کہ محرم میں رسول اللہ ﷺ کے لخت جگر نواسے حضرت امام حسینؓ کو بے دردی سے شہید کیا گیا نیز اہل بیت کے بے شمار افراد کو شہید کیا گیا۔خواتین کی بے حرمتی کی گئی۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں حضرت امام حسینؓ کا مقام بہت بلند بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل میں چند ایسی احادیث پیش کی جائیں گی جس سے حضرت امام حسینؓ کا مقام و مرتبہ ہمارے سامنے ظاہر ہوگا۔

احادیث میں حضرت امام حسینؓ کا مرتبہ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس پر کجاووں کی صورتیں یا ہانڈیوں کی صورتیں بنی ہوئی تھیں کالے بالوں کی۔ اتنے میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس چادر کے اندر کرلیا پھر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آئے ان کو بھی اندر کرلیا پھر سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا آئیں ان کو بھی اندر کرلیا پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے ان کو بھی اندر کرلیا بعد اس کے فرمایا اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا یعنی اللہ تعالیٰ جل جلالہ چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے ناپاکی کو اور پاک کرے تم کو اے گھر والو۔

(صحیح مسلم كِتَاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ باب فَضَائِلِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حسن وحسین سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔

(سنن ابن ماجه باب فی فضائل اصحاب رسول اللّٰہؐ باب فَضْلِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ ابْنَىْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ)

یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے کی ایک دعوت میں نکلے دیکھا تو حسین رضی اللہ عنہ گلی میں کھیل رہے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے آگے نکل گئے اور اپنے دونوں ہاتھ پھیلا لیے حسین رضی اللہ عنہ بچے تھے ادھر ادھر بھاگنے لگے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہنسانے لگے یہاں تک کہ ان کو پکڑ لیا اور اپنا ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرا سر پر رکھ کر بوسہ لیا اور فرمایا حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں اللہ اس سے محبت رکھے جو حسین سے محبت رکھے اور حسین نواسوں میں سے ایک نواسہ ہے۔

(سنن ابن ماجه باب فی فضائل اصحاب رسول اللّٰہؐ بَابُ فَضْلِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ ابْنَىْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍؓ)

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی فاطمہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہم سے فرمایا میں اس شخص کے لیے سراپا صلح ہوں جس سے تم لوگوں نے صلح کی اور سراپا جنگ ہوں اس کے لیے جس سے تم لوگوں نے جنگ کی۔

(سنن ابن ماجه باب فی فضائل اصحاب رسول اللّٰہؐ بَابُ فَضْلِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ ابْنَىْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن اور حسین اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

(سنن ترمذی کتاب المناقب عن رسول اللّٰہؐ باب مَنَاقِبِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِؓ)

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں ایک رات کسی ضرورت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تو آپ ایک ایسی چیز لپیٹے ہوئے تھے جسے میں نہیں جان پا رہا تھا کہ کیا ہے پھر جب میں اپنی ضرورت سے فارغ ہوا تو میں نے عرض کیا یہ کیا ہے جس کو آپ لپیٹے ہوئے ہیں؟ تو آپ نے اسے کھولا تو وہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کولہے سے چپکے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا یہ دونوں میرے بیٹے اور میرے نواسے ہیں اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور اس سے بھی محبت کر جو ان سے محبت کرے۔

(سنن ترمذی کتاب المناقب عن رسول اللّٰہؐ باب مَنَاقِبِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ)

سلمیٰ کہتی ہیں کہ میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی وہ رو رہی تھیں میں نے پوچھا آپ کیوں رو رہی ہیں؟ وہ بولیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے یعنی خواب میں آپ کے سر اور داڑھی پر مٹی تھی تو میں نے عرض کیا آپ کو کیا ہوا ہے؟ اللہ کے رسول! تو آپ نے فرمایا ”میں نے حسین کا قتل ابھی ابھی دیکھا ہے“

(سنن ترمذی کتاب المناقب عن رسول اللّٰہؐ باب مَنَاقِبِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ)

انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کے اہل بیت میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما۔ آپ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے میرے دونوں بیٹوں کو بلاؤ پھر آپ انہیں چومتے اور انہیں اپنے سینہ سے لگاتے۔

(سنن ترمذی کتاب المناقب عن رسول اللّٰہؐ باب مَنَاقِبِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ)

بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دونوں سرخ قمیص پہنے ہوئے گرتے پڑتے چلے آرہے تھے آپ نے منبر سے اتر کر ان دونوں کو اٹھا لیا اور ان کو لاکر اپنے سامنے بٹھا لیا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے آزمائش ہیں۔ میں نے ان دونوں کو گرتے پڑتے آتے ہوئے دیکھا تو صبر نہیں کرسکا یہاں تک کہ اپنی بات روک کر میں نے انہیں اٹھا لیا۔

(سنن ترمذی کتاب المناقب عن رسول اللّٰہؐ باب مَنَاقِبِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ)

یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ اس شخص سے محبت کرتا ہے جو حسین سے محبت کرتا ہے

(سنن ترمذی کتاب المناقب عن رسول اللّٰہؐ باب مَنَاقِبِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ)

علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حسن رضی اللہ عنہ سینہ سے سر تک کے حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ تھے اور حسین رضی اللہ عنہ اس حصہ میں جو اس سے نیچے کا ہے سب سے زیادہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے۔

(سنن ترمذی کتاب المناقب عن رسول اللّٰہؐ باب مَنَاقِبِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ)

حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میری والدہ نے پوچھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حال ہی میں کب گئے تھے؟ میں نے کہا اتنے اتنے دنوں سے میں ان کے پاس نہیں جاسکا ہوں تو وہ مجھ پر خفا ہوئیں۔ میں نے ان سے کہا اب مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے دیجئے۔ میں آپ کے ساتھ نماز مغرب پڑھوں گا اور آپ سے میں اپنے اور آپ کے لیے دعا مغفرت کی درخواست کروں گا۔ چنانچہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ مغرب پڑھی پھر آپ نوافل پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ نے عشاء پڑھی پھر آپ لوٹے تو میں بھی آپ کے ساتھ پیچھے پیچھے چلا۔ آپ نے میری آواز سنی تو فرمایا ”کون ہو؟ حذیفہ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں حذیفہ ہوں۔ آپ نے فرمایا ماحاجتک غفر اللہ لک ولأمک کیا بات ہے؟ بخشے اللہ تمہیں اور تمہاری ماں کو۔ پھر آپ نے فرمایا یہ ایک فرشتہ تھا جو اس رات سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اترا تھا اس نے اپنے رب سے مجھے سلام کرنے اور یہ بشارت دینے کی اجازت مانگی کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں یعنی جو دنیا میں جوان تھے ان کے سردار ہیں۔

(سنن ترمذی کتاب المناقب عن رسول اللّٰہؐ باب مَنَاقِبِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کسی نے ان سے محرم کے بارے میں پوچھا تھا شعبہ نے بیان کیا کہ میرے خیال میں یہ پوچھا تھا کہ اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں مکھی مار دے تو اسے کیا کفارہ دینا پڑے گا؟ اس پر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا عراق کے لوگ مکھی کے بارے میں سوال کرتے ہیں جب کہ یہی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو قتل کرچکے ہیں جن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ دونوں نواسے حسن وحسین رضی اللہ عنہما دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

(صحیح البخاری كِتَاب فَضَائِلِ الصحابة بَابُ مَنَاقِبُ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا)

قال ابوبکر ارقبوا محمداً فی اھل بیته۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل الصحابة باب مناقب الحسن والحسین)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کو آپ کے اہل بیت کے ساتھ محبت و خدمت کے ذریعہ تلاش کرو۔

ان احادیث سے حضرت امام حسین کا مقام و مرتبہ ہمارے سامنے خوب کھل آتا ہے نیز یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے نواسوں سے کتنی محبت تھی۔

محرم کے مہینہ میں رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کے ساتھ وہ ظلم کیا گیا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ مسلمانوں نے ہی اپنے نبی ﷺ کے لخت جگر نواسے کو شہید کر دیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ

”امام حسین کو دیکھو کہ ان پر کیسی کیسی تکلیفیں آئیں۔ آخری وقت میں جو ان کو ابتلاء آیا تھا کتنا خوفناک ہے۔ لکھا ہے کہ اس وقت ان کی عمر ستاون برس کی تھی اور کچھ آدمی ان کے ساتھ تھے۔ جب سولہ یا سترہ آدمی ان کے مارے گئے اور اس طرح کی گھبراہٹ اور لاچاری کا سامنا ہوا تو پھر ان پر پانی کا پینا بند کر دیا گیا۔ اور ایسا اندھیر مچایا گیا کہ عورتوں اور بچوں پر بھی حملے کئے گئے اور لوگ بول اٹھے کہ اس وقت عربوں کی حمیت اور غیرت ذرا بھی باقی نہیں رہی۔ اب دیکھو کہ عورتوں اور بچوں تک بھی ان کے قتل کئے گئے۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 336)

احادیث میں درود شریف پڑھنے کی اہمیت

رسول اللہ ﷺ کے نواسے حضرت امام حسینؓ کی عظیم الشان قربانی ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہم کثرت سے رسول اللہ ﷺ پر اور آپ کی آل پر درود بھیجیں اور اس مہینہ کو درود سے معطر کر دیں۔ احادیث میں بھی رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے کی بے شمار برکات بیان کی گئی ہیں۔ سب سے زیادہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر درود بھیجنے کی گواہی قرآن کریم میں دی ہے اور ساتھ ہی ہمیں بھی ہدایت کی ہے کہ مسلمان بھی کثرت سے درود شریف پھڑیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۷﴾ (الاحزاب: 57)

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

اس طرح احادیث میں آیا ہے کہ

عن عبد اللّٰہ بن مسعودان رسول اللّٰہؐ قال اولی الناس بی یوم القیامة اکثرھم علی صلاة۔ وروی عن النبیؐ انہ قال من صلی علی صلاة صلی اللّٰہ علیہ بھا عشرا وکتب لہ بھا عشر حسنات۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن مجھ سے لوگوں میں سب سے زیادہ قریب وہ ہو گا جو مجھ پرسب سے زیادہ صلاۃ درود بھیجے گا۔

(سنن ترمذی أبواب الوتر مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

قال رسول اللّٰہؐ إن من افضل ایامکم یوم الجمعة فیہ خلق آدم وفیہ قبض وفیہ النفخة وفیہ الصعقة فاکثروا علی من الصلاة فیہ فإن صلاتکم معروضة علی قال قالوا یا رسول اللّٰہ وکیف تعرض صلاتنا علیك وقد ارمت؟ یقولون بلیت فقال إن اللّٰہ عز وجل حرم علی الارض اجساد الانبیاء۔

(سنن ابی داود تفرح أبواب الجمعة باب فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ)

اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے سب سے بہتر دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے، اسی دن آدم پیدا کئے گئے، اسی دن ان کی روح قبض کی گئی، اسی دن صور پھونکا جائے گا اسی دن چیخ ہو گی۔ اس لیے تم لوگ اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اوس بن اوس کہتے ہیں لوگوں نے کہا اللہ کے رسول! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا جب کہ آپ وفات پاکر بوسیدہ ہو چکے ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر پیغمبروں کے بدن کو حرام کر دیا ہے۔

سمعت عبد الرحمن بن ابی لیلی قال لقینی کعب بن عجرة فقال الا اھدی لك ھدیة؟ إن النبیؐ خرج علینا فقلنا یا رسول اللّٰہ، قد علمنا کیف نسلم علیك فکیف نصلی علیك؟ قال فقولوا اللّٰھم صل علی محمد، وعلی آل محمد، کما صلیت علی آل إبراھیم إنك حمید مجید، اللّٰھم بارك علی محمد، وعلی آل محمد، کما بارکت علی آل إبراھیم إنك حمید مجید۔

(صحیح البخاری کِتَاب الدَّعَوَاتِ بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے کہا کہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور کہا کہ میں تمہیں ایک تحفہ نہ دوں؟ یعنی ایک عمدہ حدیث نہ سناؤں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں میں تشریف لائے تو ہم نے کہا: یا رسول اللہ! یہ تو ہمیں معلوم ہوگیا ہے کہ ہم آپ کو سلام کس طرح کریں، لیکن آپ پر درود ہم کس طرح بھیجیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح کہو اَللّٰھم صل علی محمد، وعلی آل محمد، کما صلیت علی آل إبراھیم، إنك حمید مجید، اللھم بارك علی محمد، وعلی آل محمد، کما بارکت علی آل إبراھیم، إنك حمید مجید اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رحمت نازل کر اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جیسا کہ تو نے ابراہیمؑ پر رحمت نازل کی بلاشبہ تو تعریف کیا ہوا اور پاک ہے۔ اے اللہ! محمد ﷺ پر اور آل محمد پر برکت نازل کر جیسا کہ تو نے ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر برکت نازل کی بلاشبہ تو تعریف کیا ہوا اور پاک ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرّہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ ... تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہوگیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 654 اشتہار تبلیغ الحق 8 اکتوبر 1905ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں محرم کے مہینہ میں کثرت سے دعائیں کرنے کی توفیق عطا کرے اور قرآن کریم اور احایث کے مطابق رسول اللہ ﷺ پر اور آپ کی آل پر کثرت سے درود بھیجنے کی توفیق ملے۔ آمین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

بقیہ: حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں حضرت امام حسینؓ...... از صفحہ 11

از صفحہ 11

کے دنوں میں امامَین کی روح کو ثواب دینے کے واسطے روٹیاں وغیرہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا:

’’عام طور پر یہ بات ہے کہ طعام کا ثواب میّت کو پہنچتا ہے لیکن اس کے ساتھ شرک کی رسومات نہیں چاہئیں۔ رافضیوں کی طرح رسومات کا کرنا جائز نہیں ہے۔‘‘

(فقہ المسیح صفحہ 387) (ذکرِ حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحب صفحہ 253)

☆... سوال پیش ہوا کہ محرّم میں جو لوگ تابوت بناتے ہیں اور محفل کرتے ہیں اس میں شامل ہونا کیسا ہے؟ فرمایا:

’’گناہ ہے۔‘‘ (بدر 14/ مارچ 1907ء صفحہ 5)

☆... قاضی ظہور الدین صاحب اکمل نے سوال کیا کہ محرم دسویں کو جو شربت وچاول وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اگر یہ لِلّٰہ بہ نیت ایصال ثواب ہو تو اس کے متعلق حضور کا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا:

’’ایسے کاموں کے لیے دن اور وقت مقرر کر دینا ایک رسم وبدعت ہے اور آہستہ آہستہ ایسی رسمیں شرک کی طرف لے جاتی ہیں۔ پس اس سے پرہیز کرنا چاہئے کیوں کہ ایسی رسموں کا انجام اچھا نہیں۔ ابتدا میں اسی خیال سے ہو مگر اب تو اس نے شرک اور غیر اللہ کے نام کا رنگ اختیار کرلیا ہے اس لیے ہم اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ جب تک ایسی رسوم کا قلع قمع نہ ہو عقائد باطلہ دور نہیں ہوتے۔‘‘

(بدر 14/ مارچ 1907ء صفحہ 5)

☆... حضرت شیخ کرم الٰہی صاحب پٹیالویؓ تحریر فرماتے ہیں کہ خاکسار نے (حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خدمت میں۔ ناقل) عرض کیا کہ میں نے بارہا صوفیاء کی مجلس حال وقال میں اور شیعہ وغیرہ کی مجالس محرم وغیرہ میں قصداً اس غرض سے شامل ہو کر دیکھا ہے کہ یہ اس قدر گریہ وبکا اور چیخ وپکار جو کرتے ہیں مجھ پر بھی کوئی حالت کم از کم رقت وغیرہ ہی طاری ہو مگر مجھے کبھی رقت نہیں ہوئی۔

جواب: حضورؑ نے فرمایا کہ ان مجالس میں جو شور وشغب ہوتا ہے اس کا بہت حصہ تو محض دکھاوے یا بانی مجلس کے خوش کرنے کے لئے ہوتا ہے اور باقی رسم اور عادت کے طور پر بھی وہ ایسا کرتے ہیں کیونکہ اُن کا خیال ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر ایسا کرنا موجب ثواب ہے۔ لیکن مومن کے لئے رقیق القلب ہونا ضروری ہے۔ اس کے لئے نمازیں وقت پر اور خشوع خضوع سے ادا کرنا اور کثرت استغفار و درود شریف اور نمازوں میں سورہ فاتحہ کی تلاوت کے وقت اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کا تکرار بطور علاج فرمایا۔

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ نمبر 87-88 روایت نمبر 1114)

دُرود شریف کی برکات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُرود کی برکات اور اہل بیت سے تعلق کا جو ادراک ہمیں عطا فرمایا ہے وہ آپؑ کے الفاظ میں پیش ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنے یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادہ الٰہی احیاء دین کے لئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص مُحْیِیْ کی تعین ظاہر نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اسی اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک مُحْیِیْ کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا ھٰذَا رَجُلٌ يُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے۔ اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے۔ سو وہ اس شخص میں متحقق ہے۔ اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں جو آل رسول پر درود بھیجنے کا حکم ہے سو اس میں بھی یہی سِرّ ہے کہ افاضہ انوار الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے۔ اور جو شخص حضرت احدیّت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہی طیّبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے۔ اس جگہ ایک نہایت روشن کشف یاد آیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبتِ حسّ سے جو خفیف سے نشاء سے مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے یکدفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی، جیسی بسرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے پھر اسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آ گئے۔ یعنی جناب پیغمبر خدا ﷺ حضرت علیؓ و حسنینؓ و فاطمہ زہرا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ اور ایک نے ان میں سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے مادرِ مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔ پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی۔ جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تالیف کیا ہے۔ اور اب علیؓ وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 598-599 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں۔

’’درود شریف کے طفیل ... میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت ﷺ کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جاکر آنحضرت ﷺ کے سینے میں جذب ہوجاتے ہیں۔ اور وہاں سے نکل کر ان کی لاانتہا نالیاں ہوجاتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں۔ یقیناً کوئی فیض بدوں وساطت آنحضرت ﷺ دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ درود شریف کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کے اس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرے تا کہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو۔‘‘

(الحکم 28 فروری 1903ء صفحہ 7 بحوالہ کتاب شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں صفحہ 59)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

بشارت احمد شاہد۔لٹویا

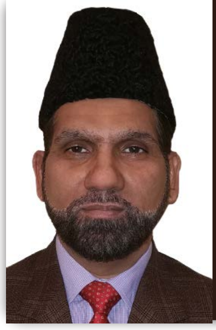

حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں حضرت امام حسینؓ کا مقام و مرتبہ

نیز ماہ محرم اور درود شریف کی اہمیّت و برکات

بعض معاندین احمدیت حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام پر محض تعصب اور دشمنی میں یہ بے بنیاد الزام اور تہمت لگاتے ہیں کہ آپؑ کے دل میں اہل بیت خصوصاً حضرت امام حسینؓ کے لیے احترام نہ تھا اور آپؑ نے اس پاک ہستی کی توہین کی ہے (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ)۔ جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔حضرت مسیح پاکؑ سر تا پا عشق رسولؐ و اہل بیت میں سرشار تھے۔ اگر کوئی شخص بغض و تعصب کی عینک اُتار کر آپؑ کی کتب کا مطالعہ کرے تو وہ یہ بات ماننے پر مجبور ہو جائے گا کہ آپؑ کا کلام اور آپؑ کی تحریرات عشق رسول ﷺ و اہل بیت کے پاک نمونوں اور مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ اس وقت ہم قارئین الفضل آن لائن کے لیے آپؑ کی تحریرات اور ملفوظات سے چند حوالہ جات اور مثالیں پیش کریں گے جن سے یہ بات اظہر من الشّمس ہو جائے گی کہ آپؑ کی تحریرات اور ملفوظات سے عشق رسول ﷺ و اہل بیت اور خصوصاً حضرت امام حسینؓ سے جو عقیدت و محبت تھی وہ کس طرح جھلکتی ہے۔ آپؑ کی نثر اٹھا کر دیکھ لیجیے، آپؑ کا منظوم کلام اٹھا کر دیکھ لیجیے، آپؑ کا اردو کلام دیکھ لیجیے، آپؑ کا فارسی یا عربی کلام دیکھ لیجیے، ہر جگہ یہی نظارہ نظر آئے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام اپنے منظوم فارسی کلام میں فرماتے ہیں:

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

(درثمین فارسی مع نقل صوتی اردو ترجمہ اور فرہنگ جلد اول صفحہ 218)

میری جان و دل محمدؐ کے جمال پر فدا ہے اور میری خاک آلِ محمدؐ کے کوچے پر قربان ہے۔

آل محمدؐ اور اہل بیت رسول ہاشمی ﷺ میں ایک بہت بڑا نام، ایک معتبر نام نواسہ رسولؐ حضرت امام حسینؓ عالی مقام کا بھی ہے۔ حضرت امام حسینؓ سے بانی جماعت احمدیہؑ کے غیر معمولی عشق و محبت کا ایک عظیم واقعہ کچھ اسطرح ہے۔

قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ''ایک دفعہ جب محرم کا مہینہ تھا اور حضرت مسیح موعودؑ اپنے باغ میں ایک چارپائی پر لیٹے تھے آپؑ نے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم اور ہمارے بھائی مبارک احمد مرحوم کو جو سب بہن بھائیوں میں چھوٹے تھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا آؤ! میں تمہیں محرم کی کہانی سناؤں۔'' پھر آپؑ نے بڑے دردناک انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات سنائے آپؑ یہ واقعات سناتے جاتے تھے اور آپؑ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپؑ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ اس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپؑ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا۔

''یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریمؐ کے نواسے پر کروایا مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا۔''

اس وقت آپؑ پر عجیب کیفیت طاری تھی اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ کی المناک شہادت کے تصور سے آپؑ کا دل بہت بے چین ہو رہا تھا اور سب کچھ رسول پاکؐ کے عشق کی وجہ سے تھا۔

(روایات حضرت نواب مبارکہ بیگمؓ سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمدؓ صفحہ 31)

حضرت امام حسینؓ خدا کے برگزیدہ، صاحبِ کمال، صاحبِ عفّت وعصمت اور ائمۃ الہدیٰ تھے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

''...خدا کے پیاروں اور مقبولوں کے لئے روحانی آل کا لقب نہایت موزوں ہے۔ اور وہ روحانی آل اپنے روحانی نانا سے وہ روحانی وراثت پاتے ہیں جس کو کسی غاصب کا ہاتھ غصب نہیں کر سکتا اور وہ اُن باغوں کے وارث ٹھہرتے ہیں جن پر کوئی دوسرا قبضہ ناجائز کر ہی نہیں سکتا... حضرت امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما خدا کے برگزیدہ اور صاحب کمال اور صاحب عفّت اور عصمت اور ائمۃ الہدیٰ تھے وہ بلاشبہ دونوں معنوں کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آل تھے... سو اہلِ معرفت اور حقیقت کا یہ مذہب ہے کہ اگر حضرت امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفلی رشتہ کے لحاظ سے آل بھی نہ ہوتے تب بھی بوجہ اس کے کہ وہ روحانی رشتہ کے لحاظ سے آسمان پر آل ٹھہر گئے تھے۔ وہ بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی مال کے وارث ہوتے۔ جبکہ فانی جسم کا ایک رشتہ ہوتا ہے تو کیا روح کا کوئی بھی رشتہ نہیں؟ بلکہ حدیث صحیح سے اور خود قرآن شریف سے بھی ثابت ہے کہ روحوں میں بھی رشتے ہوتے ہیں اور ازل سے دوستی اور دشمنی بھی ہوتی ہے۔ اب ایک عقلمند انسان سوچ سکتا ہے کہ کیا لازوال اور ابدی طور پر آلِ رسول ہونا جائے فخر ہے یا جسمانی طور پر آلِ رسول ہونا جو بغیر تقویٰ اور طہارت اور ایمان کے کچھ بھی چیز نہیں۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر شان کرتے ہیں۔ بلکہ اس تحریر سے ہمارا مدعا یہ ہے کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی شان کے لائق صرف جسمانی طور پر آلِ رسول ہونا نہیں کیونکہ وہ بغیر روحانی تعلق کے ہیچ ہے۔ اور حقیقی تعلق اُن ہی عزیزوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ جو روحانی طور پر اُس کی آل میں داخل ہیں۔ رسولوں کے معارف اور انوار روحانی رسولوں کے لئے بجائے اولاد ہیں جو اُن کے پاک وجود سے پیدا ہوتے ہیں اور جو لوگ اُن معارف اور انوار سے نئی زندگی حاصل کرتے ہیں اور ایک پیدائش جدید اُن انوار کے ذریعہ سے پاتے ہیں وہی ہیں جو روحانی طور پر آل محمدؐ کہلاتے ہیں۔''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 364-366 حاشیہ)

حضرت امام حسینؓ – امام کامل

حضرت مسیح موعودؑ اپنی معرکۃ الآراء کتاب آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں۔

''...اسی طرح علماء کی عادت رہی اور ایسے سعید ان میں سے بہت ہی کم نکلے جنہوں نے مقبولان درگاہِ الٰہی کو وقت پر قبول کر لیا امام کامل حسین رضی

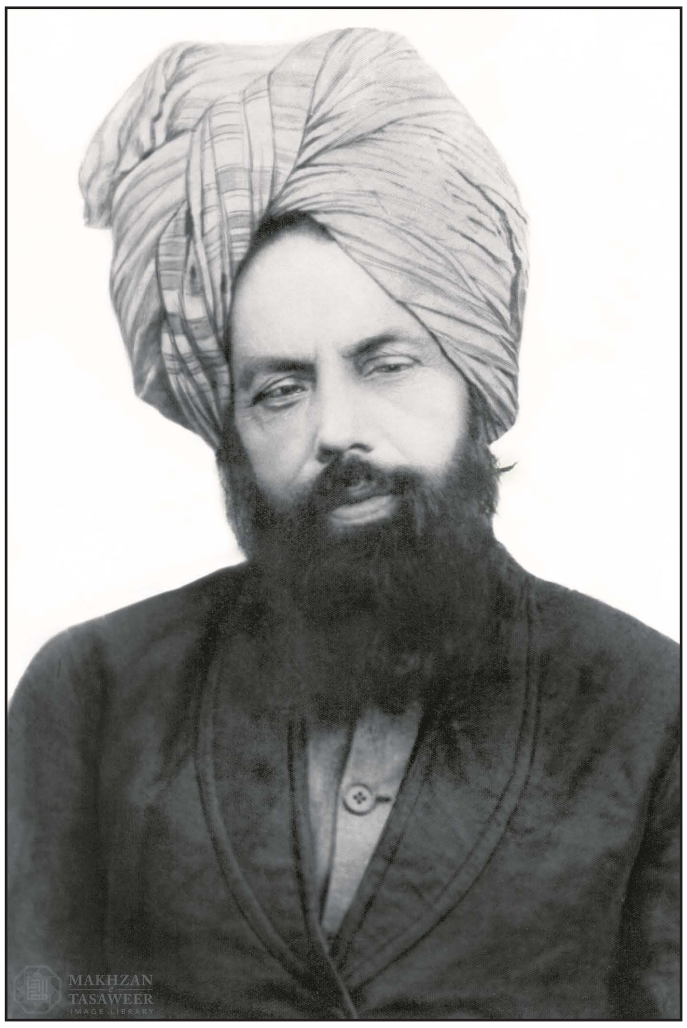

اللہ عنہ سے لیکر ہمارے اس زمانہ تک یہی سیرت اور خصلت ان ظاہر پرست مدعیان علم کی چلی آئی کہ انہوں نے وقت پر کسی مرد خدا کو قبول نہیں کیا...''

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 34)

حضرت امام حسینؓ سرداران بہشت میں سے

ایک مرتبہ کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اطلاع دی کہ حضرت امام حسینؓ کے مقام اور رُتبے کے بارہ میں کسی احمدی نے غلط بات کی ہے۔ تو اس پر آپؑ نے فرمایا کہ ''مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض نادان آدمی جو اپنے تئیں میری جماعت کی طرف منسوب کرتے ہیں، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ کلمات منہ پر لاتے ہیں کہ نعوذ باللہ حسینؓ بوجہ اس کے کہ اُس نے خلیفہ وقت یعنی یزید سے بیعت نہیں کی باغی تھا اور یزید حق پر تھا۔ لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ مجھے امید نہیں کہ میری جماعت کے کسی راستباز کے مُنہ سے ایسے خبیث الفاظ نکلے ہوں۔۔۔ بہر حال مَیں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دُنیا کا کیڑا اور ظالم تھا اور جن معنوں کی رو سے کسی کو مؤمن کہا جاتا ہے وہ معنے اس میں موجود نہ تھے۔ مؤمن بننا کوئی امر سہل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کی نسبت فرماتا ہے۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا

(الحجرات:15)

مؤمن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال ان کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں۔ جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لیے اختیار کرتے اور اس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمالِ فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دُور تر لے جاتے ہیں۔ لیکن بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں۔ دُنیا کی محبت نے اس کو اندھا کر دیا تھا۔ مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہّر تھا اور بلاشبہ وہ اُن برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سردارانِ بہشت میں سے ہے اور

ایک ذرّہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلبِ ایمان ہے اور اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر، استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کی اقتداء کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہوگیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہوگیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوب صورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دُنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے ان کا قدر مگر وہی جو اُن میں سے ہیں۔ دُنیا کی آنکھ ان کو شناخت نہیں کرسکتی کیونکہ وہ دُنیا سے بہت دُور ہیں۔ یہی وجہ حسینؓ کی شہادت کی تھی۔ کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے اور جو شخص حسینؓ یا کسی اَور بزرگ کی جو آئمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے۔ وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جلّشانہ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلدسوم صفحہ 376-374 اشتہار نمبر 272 ایڈیشن 2019ء قادیان)

کوئی انسان حسین جیسے راستباز پر بدزبانی کر کے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا

پھر ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’میں نے اِس قصیدہ میں جو امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھا ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بیان کیا ہے۔ یہ انسانی کارروائی نہیں۔ خبیث ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کاملوں اور راستبازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی انسان حسین جیسے یا حضرت عیسیٰ جیسے راستباز پر بدزبانی کر کے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا اور وعید مَنْ عَادَ وَلِيًّا لِیْ دست بدست اُس کو پکڑ لیتا ہے۔ پس مبارک وہ جو آسمان کے مصالح کو سمجھتا ہے اور خدا کی حکمت عملیوں پر غور کرتا ہے۔‘‘

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 149)

حضرت علیؓ اور حضرت امام حسینؓ سے ایک مناسبت

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ سے اپنی ایک مناسبت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ’’مجھے حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کے ساتھ ایک لطیف مناسبت ہے اور اس مناسبت کی حقیقت کو مشرق و مغرب کے ربّ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور مَیں حضرت علیؓ اور آپ کے دونوں بیٹوں سے محبت کرتا ہوں اور جو اُن سے عداوت رکھے اس سے مَیں عداوت رکھتا ہوں‘‘

(سرالخلافۃ اُردو ترجمہ صفحہ 112)

آیت تطہیر کس کی شان میں ہے؟

ایک دفعہ امام آخرالزّمان علیہ السّلام کی خدمت میں سوال ہوا کہ سورت الاحزاب کی آیت 34 کس کی شان میں ہے؟ آپ علیہ السّلام نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

’’اگر قرآن شریف کو دیکھا جاوے تو جہاں یہ آیت ہے وہاں آنحضرت ﷺ کی بیویوں ہی کا ذکر ہے۔ سارے مفسر اس پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُمہات المؤمنین کی صفت اس جگہ بیان فرماتا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا ہے۔

وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ (النور:27)

یہ آیت چاہتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے گھر والے طیبات ہوں۔ ہاں اس میں صرف بیبیاں ہی شامل نہیں بلکہ آپؐ کے گھر کے رہنے والی ساری عورتیں شامل ہیں اور اس لئے اس میں بنت بھی داخل ہوسکتی ہے بلکہ ہے اور جب فاطمہ رضی اللہ عنہا داخل ہوئیں تو حسنین بھی داخل ہوئے۔ پس اس سے زیادہ یہ آیت وسیع نہیں ہوسکتی جتنی وسیع ہوسکتی تھی ہم نے کردی۔ کیونکہ قرآن شریف ازواج کو مخاطب کرتا ہے اور بعض احادیث نے حضرت فاطمہ اور حسنینؓ کو مطہرین میں داخل کیا ہے پس ہم نے دونوں کو یکجا جمع کرلیا ہے۔ شیعہ نے ازواج مطہرات کو سب وشتم سے یاد کیا ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ کو معلوم تھا کہ یہ لوگ ایسا کریں گے اس لئے قبل از وقت ان کی برأت کردی۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 29 ایڈیشن 2016ء)

شیعہ احباب کی طرف سے امام حسینؓ کی شان میں غلو

ایک شخص کے اس سوال پر کہ کیا اولیاء اللہ سے محبت رکھی جاوے کہ نہ فرمایا کہ۔

’’ہم اس کے مخالف نہیں ہیں کہ صلحاء اور اتقیاء اور ابرار سے محبت رکھی جاوے مگر حد سے گذر جانا حتی کہ آنحضرت ﷺ پر ان کو مقدم رکھنا یہ مناسب نہیں ہے جیسے کہ گذشتہ ایام میں بعض شیعہ کی طرف سے ایک کتاب شائع ہوئی اس میں لکھا تھا کہ صرف امام حسین علیہ السّلام کی شفاعت سے تمام انبیاء نے نجات پائی۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے اور اس میں آنحضرت ﷺ کی کسرشان ہے۔ اس سے تو ثابت ہوا کہ خدا نے غلطی کی کہ آنحضرت ﷺ پر قرآن نازل کیا اور حسین پر نہ کیا۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 82 ایڈیشن 2016ء)

حضرت امام حسینؓ سے بے وفائی کی گئی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام ایک جگہ فرماتے ہیں۔

’’حقیقت میں یہ بڑی عبرت کا مقام ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر ایک وقت آیا تھا کہ مسلم نے ۷۰ ہزار آدمیوں کے ساتھ نماز پڑھی اور عہد کیا۔ کسی نے آ کر یزید کی خبر دی سب کے سب چھوڑ بھاگے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 340 ایڈیشن 2016ء)

حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے دردناک واقعہ کا ذکر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپؓ کی شہادت کا حال اِس طرح بیان فرماتے ہیں:

’’امام حسینؓ کو دیکھو کہ ان پر کیسی کیسی تکلیفیں آئیں۔ آخری وقت میں جو ان کو ابتلاء آیا تھا کتنا خوفناک ہے۔ لکھا ہے کہ اس وقت ان کی عمر ستاون برس کی تھی اور کچھ آدمی ان کے ساتھ تھے۔ جب سولہ یا سترہ آدمی ان کے مارے گئے اور ہر طرح کی گھبراہٹ اور لاچاری کا سامنا ہوا تو پھر ان پر پانی کا پینا بند کردیا گیا۔ اور ایسا اندھیر مچایا گیا کہ عورتوں اور بچوں پر بھی حملے کئے گئے اور لوگ بول اٹھے کہ اس وقت عربوں کی حمیت اور غیرت ذرا بھی باقی نہیں رہی۔ اب دیکھو کہ عورتوں اور بچوں تک بھی ان کے قتل کئے گئے اور یہ سب کچھ درجہ دینے کے لئے تھا۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 336 ایڈیشن 1988ء)

امام معصوم حضرت امام حسینؓ کو بہت دکھ دیا گیا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

’’اسلام میں بھی یہودی صفت لوگوں نے یہی طریق اختیار کیا اور اپنی غلط فہمی پر اصرار کر کے ہر ایک زمانہ میں خدا کے مقدس لوگوں کو تکلیفیں دیں۔ دیکھو کیسے امام حسین رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر ہزاروں نادان یزید کے ساتھ ہو گئے۔ اور اس امام معصوم کو ہاتھ اور زبان سے دکھ دیا۔ آخر بجز قتل کے راضی نہ ہوئے اور پھر وقتاً فوقتاً ہمیشہ اس امت کے اماموں اور راستبازوں اور مجددوں کو ستاتے رہے اور کافر اور بے دین اور زندیق نام رکھتے رہے۔ ہزاروں صادق ان کے ہاتھ سے ستائے گئے اور نہ صرف یہ کہ ان کا نام کافر رکھا بلکہ جہاں تک بس چل سکا قتل کرنے اور ذلیل کرنے اور قید کرانے سے فرق نہیں کیا۔‘‘

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلدنمبر 14 صفحہ 254-255)

حضرت امام حسینؓ کی شجاعت وبہادری

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کربلا کے واقعات کے دوران حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور بے مثال صبر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ’’انسان کا خُلق اس کی فتح اور کامیابی کے متعلق ہوتا ہے کہ جو کچھ وہ صبر وغیرہ اَخلاقِ فاضلہ مصیبت اور بلا کے وقت دکھلاتا ہے وہی فتح اور اقبال کے وقت دکھلاوے ... امام حسین علیہ السلام ...اگر چاہتے تو جاسکتے تھے مگر جگہ سے نہ ہلے اور سینہ سپر ہوکر جان دی...‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 295، ایڈیشن 2016ء)

فتنوں کی بہتات اور سید المظلومین حسینؓ

آپؑ نے اپنی ایک عربی تالیف میں حضرت امام حسینؓ کو ’’سیّد المظلومین‘‘ قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

’’اور فتنوں کے دروازے اور حسد اور کینے کی راہیں کھل گئیں۔ اور ہر نئے روز کا نیا جھگڑا اُٹھ کھڑا ہوا، زمانے کے فتنوں کی بہتات ہوگئی اور امن کے پرندے اڑ گئے۔ اور مفاسد میں جوش پیدا ہوا اور فتنے موجزن ہوگئے۔ یہاں تک کہ سیّد المظلومین حسینؓ قتل کر دیئے گئے۔‘‘

(سر الخلافۃ اردو ترجمہ صفحہ 97)

ماہ محرم

’’یہ محرم کا مہینہ بڑا مبارک مہینہ ہے۔ ترمذی میں اس کی فضیلت کی نسبت آنحضرت ﷺ سے یہ حدیث لکھی ہے کہ فیه یوم تاب اللّٰہ فیه علیٰ قوم اٰخرین یعنی محرم میں ایک ایسا دن ہے جس میں خدا نے گذشتہ زمانہ میں ایک قوم کو بلا سے نجات دی تھی اور مقدر ہے کہ ایسا ہی اسی مہینہ میں ایک بلا سے ایک اور قوم کو نجات ملے گی۔ کیا تعجب کہ اس بلا سے طاعون مراد ہو اور خدا کے مامور کی اطاعت کر کے وہ بلا مُلک سے جاتی رہے۔‘‘

(دافع البلاء، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 223 حاشیہ)

محرم اور بد رسومات

حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے مختلف مواقع پر محرم کی رسومات کے حوالہ سے سوالات ہوئے وہ سوال و جواب حسبِ ذیل ہیں۔

☆...ایک شخص کا تحریری سوال پیش ہوا کہ محرم

بقیہ صفحہ 9 پر

حافظ مظہر احمد

حضرت امام حسینؓ کا مقام

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے نزدیک

*امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد تو ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ مگر یزید کی نسل میں سے ہونا تو درکنار اس کا ہم نام بھی کوئی کہلانا نہیں چاہتا۔

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ 524)

*حضرت امام حسین کربلا میں شہید ہوئے۔ یہ اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا کے خلاف نہیں۔موت تو سبھی کو آتی ہے دیکھنا یہ ہے کہ دنیا میں معزز و مکرم کون ہے وہ جس کی نسل کا بچہ پیدا ہوتے ہی سید و سردار کا لقب پاتا ہے۔ یا وہ جس کے نام پر کوئی اپنا نام بھی نہیں رکھتا۔ اور نہ کوئی مانتا ہے کہ میں اس کی نسل سے ہوں۔جس کے نام کا تصور قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات پڑھتے ہوئے بھی آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ فَہَلۡ عَسَیۡتُمۡ اِنۡ تَوَلَّیۡتُمۡ اَنۡ تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَتُقَطِّعُوۡۤا اَرۡحَامَکُمۡ (محمد:23) وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الۡاَرۡضِ لِیُفۡسِدَ فِیۡہَا وَیُہۡلِکَ الۡحَرۡثَ وَالنَّسۡلَ (البقرہ:206)

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ 525)

*صحابہ کرام کو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ سے معاویہ و مغیرہ رضی اللہ عنہ تک کسی کو برا نہیں کہتے اور نہ دل میں ان کی نسبت بد اعتقاد ہیں۔ اہل بیت کو بدل اپنا محبوب و پیارا یقین کرتے ہیں۔ تمام بیبیاں حضرت نبی کریمؐ کی حضرت خدیجہ و عائشہ سے لے کر اور تمام خاندان نبوت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام حسن سبط اکبر اور امام حسین سبط اصغر شہید کربلا اور ان کی والدہ بتول زہرا سیدۃ نساء اھل الجنۃ سب کو اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ گروہ بدل یقین کرتے ہیں۔ صَلٰوۃُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیۡھِمۡ اَجۡمَعِیۡنَ۔

اولاد امجاد مولیٰ مرتضیٰ علیہ السلام کو علی بن حسین زین العابدین اور محمد باقر العلوم اور جعفر الصادق سے لے کر زید بن علی اور اولاد صادق علیہ السلام میں...... حسن عسکری تک سب کو علمائے باعمل اور ائمہ دین مانتے ہیں۔

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 18)

*باوجود اس کے شیعہ کو دیکھ کر سنی بھی محرم میں روتے پیٹتے ہیں اور تعزیے بناتے ہیں۔ میں نے تعزیہ بنانے والوں کو پوچھا کہ یہ واقعی امام حسینؓ کی قبر ہے تو وہ کہتے ہیں۔نہیں۔ پھر جب یہ جتایا گیا کہ جو دن امام حسینؓ کے قبر بنانے کا ہے اس دن تم اس قبر کو توڑتے ہو تو وہ بہت نادم ہوئے۔

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 155)

*تیسرا علاج یہ ہے کہ دعائیں بہت مانگے۔ اپنے محسنوں کے لئے بھی دعا کرے۔ انہی دعاؤں میں سے ایک دعا اور بڑی اعلیٰ دعا درود شریف بھی ہے۔ جو اپنے پیارے محسن اور نہایت ہی عظیم الشان محسن نبی صلی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانگی جاتی ہے۔ وہ ہمارا بڑا بھاری محسن ہے۔ ایسے محسن پر اللہ جلشانہ اپنے خاص خاص فضل اور عام رحمتیں کرے تاکہ اس کے بدلہ میں ہم پر بھی خاص رحمتیں اور عام فضل ہو۔ چاہئے کہ درود شریف بہت پڑھا جاوے اور اپنے محسن کے لئے بہت دعا مانگی جاوے تاکہ ہم پر بھی رحم ہو۔ اللہ کریم ہم سب کو توفیق دے۔ آمین۔

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 450)

ایڈیٹر کے نام خطوط

• مکرم سید عمار احمد لکھتے ہیں۔

الحمد للہ! یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے خاکسار کو بھی الفضل پڑھنے اور اس میں لکھنے کا راستہ بتایا اور ہر کام میں میری مدد کی۔ میں تو اس کام کے قابل نہیں۔

• مکرمہ صدف علیم صدیقی۔ ریجائنا، کینیڈا سے لکھتی ہیں۔

مورخہ 16 جولائی کے شمارے میں آپ کا اداریہ بعنوان ’’جنی گوڈی انی ڈوڈی‘‘ پڑھا۔ یہ موضوع میرا لیے نیا تھا لیکن مضمون پڑھ کر اس کا معنی و مطلب بخوبی واضح ہو گیا۔ بہت ہی خوبصورت مثالوں سے مزین کیا گیا۔ بے شک خدا تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے کی جتنی تگ و دو کی جائے اس کی راہ میں جتنا خالص ہو کر جائیں گے وہ اتنے ہی پیار سے قریب آکر اپنے فضل و رحم کی بارش برسائے گا۔جتنی تکلیف اٹھا کر اس کو راضی کرنے کی کوشش کی جائے گی وہ اتنا ہی نوازتا چلا جائے گا۔مثل مشہور ہے کہ جتنا گڑ ڈالو اتنا میٹھا تو اس تعلق میں جتنی تکالیف، آزمائش پر صبر کیا جائے اتنی ہی نعماء سے اللہ تعالیٰ نوازے گا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس شعر میں اپنی عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے خدا کی راہ میں جانے کی کیا تڑپ ظاہر کی ہے کہ

تیرے کوچے میں کن راہوں سے آؤں
وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھ کو پاؤں

اور آج تک ہم جو آپ کی جماعت کہلاتے ہیں اور جو حقیقتاً آپ کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں ہیں وہ آج بھی اسی لیے ثمر آور ہے کہ ان کو بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی دعاؤں کی کھاد برابر پہنچ رہی ہے۔ اللہ کرے کہ ہم اور ہماری نسلیں ہمیشہ خدائے قادر و توانا کی راہ میں اپنی تمام طاقتیں صرف کرنے والے ہوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور خلفاء کرام کی ان تمام باتوں پر عمل کرنے والے ہوں جن سے ہم ان کی دعاؤں کے وارث بنیں۔ آمین اللّٰھم آمین

• مکرم نعمان احمد لکھتے ہیں۔

مورخہ 16 جولائی کی اشاعت میں شائع کردہ مضمون ’’سلطان القلم کی تحریر کا طریق‘‘ پڑھنے کی توفیق ملی۔ جس میں بڑی تفصیل کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محنت، کوشش اور دین اسلام کے لیے آپ کے جذبہ کا ذکر کیا گیا اور یہ حقیقت ہے کہ یہ روحانی خزائن روح کو زندگی بخشتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان خزائن سے ہمیشہ جڑا رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

مرتبہ ایم۔ ایم۔ طاہر

حضرت امام حسینؓ کی شہادت اور آپ کا بلند مقام

بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ

واقعہ کربلا اور عظمت حسینؓ

حضرت مصلح موعودؓ نے واقعہ کربلا اور عظمت حسینؓ کے حوالہ سے ایک شاندار مضمون 23نومبر 1947ء کے الفضل میں قلمبند فرمایا۔آپ تحریر فرماتے ہیں۔

وہ نام جن کے زبان پر آنے کے ساتھ رفیع و بلند کیفیتیں اور تعظیم و تکریم کے عظیم الشان جذبات دل میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ان ناموں میں سے ایک وہ نام بھی ہے جس کو آج ہم نے زیب عنوان بنایا ہے۔کونسا مسلمان ہے جس کے دل و دماغ پر حسینؓ کے نام کو سنتے ہی ایک غیرمعمولی کیفیت طاری نہیں ہو جاتی۔اس کی وجہ کیا ہے؟ کیا اس نام کے حروف اور ان کی ترکیب میں کوئی ایسی بات ہے جو یہ اثر ہمارے دلوں پر کرتی ہے ان میں کوئی شک نہیں کہ بعض وقت محض حروف کا حسن ہی کسی لفظ کی کشش کا باعث ہوتا ہے اور حسین کے لفظ میں بھی وہ حسن ضرور موجود ہے لیکن وہ خاص کیفیت جو اس نام کے لینے اور سننے سے ہمارے دل و دماغ پر چھا جاتی ہے وہ یقیناً صرف اس حسنِ آواز اور لوچ کی پیداوار نہیں ہے جو ان حروف یا ان کی ترکیب میں ہے جن سے حسین کا لفظ بنا ہے۔

تھوڑے سے غور سے ہم کو معلوم ہو گا کہ اس لفظ یا نام کے ساتھ کچھ ایسے عظیم الشان واقعات وابستہ ہو گئے ہیں کہ گو ان واقعات کا پورا پورا نقشہ ہمارے سامنے نہ بھی آئے لیکن جب ہم اس نام کو زبان سے دُہراتے ہیں تو جو کیفیت ہمارے دل و دماغ پر چھا جاتی ہے اس کی ساخت میں ان واقعات کا سایہ ضرور گزر رہا ہوتا ہے جو اس انسان کو پیش آئے تھے جس نے میدانِ کربلا میں صداقت کا جھنڈا بلند کرنے کے لئے نہ صرف اپنی جان کو قربان کر دیا تھا بلکہ اپنے خاندان کے قریباً تمام نرینہ افراد کو اس غرض کے لئے اپنی آنکھوں سے خاک وخون میں تڑپتے ہوئے دیکھا تھا۔یہ ہے وہ مدہم سا پس منظر جو اس لفظ یا نام کی پُر اثر طاقت کا حقیقی منبع ہے اور اس کو دُہراتے ہی ہماری آنکھوں کے سامنے اُبھر آتا ہے۔عربوں میں ویسے تو یہ نام کوئی خاص نام نہ تھا بلکہ عام تھا کئی اشخاص کے نام حسین تھے۔اس میں کوئی خاص کیفیت یا کشش نہ تھی اب یہ نام صرف ایک عظیم الشان ہستی کا نام ہونے کی وجہ سے کچھ ایسی کیفیتوں کا حامل ہو گیا ہے کہ جب کوئی مسلمان یہ نام سنتا ہے یا اپنی زبان سے دُہراتا ہے تو اس کے رگ و پے میں ایک ہیجان سا پیدا ہو جاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف نام میں کچھ نہیں ہوتا۔یہی نام اب اس قدر عام ہو گیا ہے کہ شاید ہی کوئی گاؤں ہو گا جہاں تین چار نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اشخاص ایسے نہ ہوں جن کا نام حسین ہو لیکن جب ان میں سے ہم کسی کو اس نام سے پکارتے ہیں تو وہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی جو اُس وقت پیدا ہوتی ہے جب اِس نام سے ہماری مراد وہ خاص ہستی ہوتی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں اس کو یہ قبولیت حاصل ہوئی ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نام اپنی ذات میں خواہ کتنا بھی اچھا ہو جب تک اس نام کے ساتھ اس شخص کا کام بھی ہمارے دل کی آنکھ میں متشکل نہ ہو محض نام کوئی خاص کیفیت پیدا نہیں کر سکتا۔

ایک پُر اثر اور دلکش شعر میں جو الفاظ ہوتے ہیں وہی معمولی الفاظ ہوتے ہیں جو ہم اپنے روزمرہ میں استعمال کرتے ہیں لیکن آپ نے اکثر دیکھا ہو گا کہ شاعر کو بعض وقت اس طرح بھی داد دی جاتی ہے کہ ''صاحب! آپ نے فلاں لفظ میں جان ڈال دی ہے'' یہاں جان ڈالنے کے معنی صرف یہ ہوتے ہیں کہ شاعر نے اس خاص لفظ کو لفظوں کے ایسے ماحول میں رکھ دیا ہے کہ گویا اس میں جان پڑ گئی ہے۔لفظ کی ذاتی خوبی کی وجہ سے نہیں بلکہ ماحول کی وجہ سے کسی لفظ میں جان پڑتی ہے۔اسی طرح کسی نام میں اس شخص کے کام کی وجہ سے جان پڑتی ہے جس کا وہ نام ہوتا ہے۔

اب اگر ہم ہزار بار نہیں لاکھ بار حسین حسین اپنی زبان سے رَٹیں اور وہ واقعات ہمارے ذہن میں نہ ہوں جو میدانِ کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش آئے تھے،وہ استقامت،وہ جانبازی،وہ قربانی کی روح جو اُنہوں نے اُس وقت دکھائی اگر ہم کو یاد نہ آئے تو محض حسین حسین پکارنے سے نہ تو اس عظیم الشان نام کی وہ عزت وتکریم ہمارے دل میں پیدا ہو سکتی ہے جس کا وہ مستحق ہے اور نہ ہماری اپنی ذات کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے بلکہ ان واقعات کو دُہرانے کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔اگر ہم ان واقعات سے سبق حاصل نہ کریں محض ان واقعات کو دُہرا دینا کوئی معنی نہیں رکھتا جب تک ان کو اس طرح پیش نہ کیا جائے کہ سن کر ہم میں بھی ویسے ہی کام کرنے کے جذبات پیدا نہ ہوں،ویسا ہی جوش نہ اُٹھے۔

وہ مثالی قربانی جو خاتونِ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عظیم الشان بیٹے نے میدانِ کربلا میں پیش کی ہم اس کی تفصیلات میں نہیں جانا چاہتے۔ایک معمولی لکھا پڑھا انسان بلکہ اَن پڑھ مسلمان بھی کچھ نہ کچھ ان کا علم ضرور رکھتا ہے۔اِس وقت ہم جو کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ آؤ اس نام کو ہم بے فائدہ رَٹ رَٹ کر بدنام نہ کریں بلکہ ان کاموں کی تقلید کی کوشش کریں جو اس ہستی نے میدانِ کربلا میں دکھا کر ایک عالم سے خراجِ تحسین حاصل کیا جن کی وجہ سے یہ معمولی سا نام زندہ ہو گیا۔اور ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گیا اور ان باتوں پر غور کریں جن باتوں سے متاثر ہو کر محمد علی جوہر مرحوم نے یہ شعر کہا تھا۔

قتل حسین اصل میں مرگِ یزید ہے

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اس وقت ہر مسلمان میدانِ کربلا میں ہے اگر ہم کو اس میدان میں مرنا ہی ہے تو آؤ ہم بھی حسینؓ کی موت مریں تا کہ اس کی طرح ہمارا نام بھی زندۂ جاوید ہو۔ورنہ جو پیدا ہوتا ہے ایک دن مرتا ہی ہے۔کتنے تھے جن کے نام حسین تھے جو مر گئے مگر ان کو کوئی یاد بھی نہیں کرتا مگر ایک حسینؓ ہے صرف ایک حسینؓ جس کو دنیا بھلانا بھی چاہے تو نہیں بھلا سکتی جس کو دل سے مٹانا بھی چاہے تو نہیں مٹا سکتی کیونکہ اس حسین نے اپنے نام کو اپنے کام سے صفحۂ ہستی پر پتھر کی لکیر بنا دیا ہے کیونکہ اس نام کی پشت و پناہ وہ عظیم الشان قربانی ہے جو مردہ ناموں کے جسموں میں جان ڈال دیا کرتی ہے کیونکہ اس نے اپنے نام کو ایسے ماحول میں رکھ دیا ہے جس سے وہ روشنی کا مینار بن گیا ہے اگر تم بھی چاہتے ہو کہ تمہارا نام بھی روشنی کا ایسا مینار بن جائے جو ''شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حایل'' کے عالم میں دوسروں کو ساحل مراد کا نشان دکھائے تو تم کو بھی وہی کام کرنے ہوں گے جو حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئے۔

(انوار العلوم جلد 19 صفحہ 300-303)

حضرت امام حسینؓ کامیاب ہو گئے

حضرت مصلح موعودؓ امام حسینؓ کے فلاح پا جانے کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں۔

''مفلح کے یہ معنی نہیں کہ کوئی مادی چیز مل جائے بلکہ جس مقصد کو لے کر کھڑا ہو،اس میں کامیاب ہونے والا مفلح ہے۔دیکھو حضرت امام حسینؓ مارے گئے اور بادشاہ نہ بن سکے لیکن کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ ناکام رہے،ہرگز نہیں وہ کامیاب ہو گئے اور مفلح بن گئے کیونکہ جس مقصد کو لے کر وہ کھڑے ہوئے تھے،اس میں کامیاب ہو گئے۔ان کے سامنے یہ مقصد تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کے بعض حقوق ایسے ہیں کہ جسے خدا تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوں،انہیں پھر وہ چھوڑ نہیں سکتا۔اس میں ان کو کامیابی حاصل ہوگئی۔ان کی شہادت کا یہ نتیجہ ہوا کہ گو بعد میں خلفاء ہوئے مگر ان کو خلفاء راشدین نہیں کہا گیا کیونکہ حضرت امام حسین کی قربانی نے بتا دیا کہ خلافت بعض شرائط سے وابستہ ہے یہ نہیں کہ جس کے ہاتھ میں بادشاہت آجائے وہ خلیفہ بن جائے۔اس طرح دین کو بہت بڑی تباہی اور بربادی سے بچالیا اگر یہ نہ ہوتا تو یزید کے سے انسان کے اقوال اور افعال پیش کر کے کہا جاتا یہ اسلام کے خلفاء کی باتیں ہیں اور اس طرح دین میں رخنہ اندازی کی جاتی۔''

(انوار العلوم جلد 10 صفحہ 527)

خاکم نثار کوچہ آل محمدؐ است

جماعت احمدیہ حضرت حسینؓ کی زیادہ عزت و احترام کرتی ہے۔حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

''اگر ایک شخص ہمارے متعلق یہ کہتا ہے کہ ہم حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ہتک کرتے ہیں تو تم نے کیوں لوگوں کو یہ نہیں بتایا کہ ہم حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ہتک نہیں کرتے بلکہ ان کی تم سے بھی زیادہ عزت کرتے ہیں۔اگر تم نے انہیں یہ بتایا ہوتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تو یہ کہا ہے کہ

خاکم نثار کوچہ آل محمدؐ است

تو وہ حقیقت سمجھ جاتے اور لوگوں سے کہتے کہ کیا یہ فقرہ کہنے والا شخص حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا دُشمن یا ہتک کرنے والا ہو سکتا ہے۔''

(انوار العلوم جلد 22 صفحہ 94)

اللہ تعالیٰ نے امام حسینؓ کو کامیابی اور عزت دی

حضرت مصلح موعودؓ شہادت حسین کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامیابی اور عزت سے نوازا۔آپ فرماتے ہیں۔

''دیکھو حضرت امام حسینؓ نبی نہ تھے اور بظاہر ان کو یزید کے مقابلہ میں شکست بھی اٹھانی پڑی۔یزید اُس وقت تمام عالَمِ اسلامی کا بادشاہ تھا اور اُس وقت چونکہ تمام متمدن دنیا پر اسلامی حکومت تھی اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ وہ تمام دنیا کا بادشاہ تھا اس کے بعد بھی ایک عرصہ تک دنیا پر اُس کے

رشتہ داروں کی حکومت رہی اور اُس وقت منبروں پر حضرت علیؓ اور آپ کے خاندان کو گالیاں دی جاتی تھیں، یزید کو اتنی بڑی حکومت حاصل تھی کہ آجکل کسی کو حاصل نہیں۔ آج انگریزوں کی سلطنت بہت بڑی سمجھی جاتی ہے مگر ذرا مقابلہ تو کریں بنو امیہ کی حکومت سے جن کے خاندان کا ایک فرد یزید بھی تھا۔ انگریزوں کی حکومت کو اس سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ فرانس سے شروع ہو کر سپین، مراکو، الجزائر، طرابلس اور مصر سے ہوتی ہوئی عرب، ہندوستان، چین، افغانستان، ایران، روس کے ایشیائی حصوں پر ایک طرف اور دوسری طرف ایشیائے کوچک سے ہوتے ہوئے یورپ کے کئی جزائر تک یہ حکومت پھیلی ہوئی تھی۔ اس قدر وسیع سلطنت آج تک کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔ موجودہ زمانہ کی دس پندرہ سلطنتوں کو ملا کر اس کے برابر علاقہ بنتا ہے اور اتنی بڑی سلطنت کا ایک بادشاہ ہوتا تھا جن میں سے قریباً ہر ایک حضرت علیؓ اور آپ کے خاندان کو اپنا دشمن سمجھتا تھا اس لئے منبروں پر کھڑے ہو کر ان کو گالیاں دی جاتی تھیں۔ اُس وقت کون کہہ سکتا تھا کہ ساری دنیا میں امام حسینؓ کی عزت پھر قائم ہو گی اور اُس وقت کوئی وہم بھی نہیں کرسکتا تھا کہ یزید کو بھی لوگ گالیاں دیا کریں گے مگر آج نہ صرف تمام اس علاقہ میں جہاں امام حسینؓ کو گالیاں دی جاتی تھیں بلکہ دوسرے علاقوں میں بھی کیونکہ بعد میں اسلامی حکومت اور بھی وسیع ہو گئی تھی گو وہ ایک بادشاہ کے ماتحت نہ رہی سب جگہ یزید کو گالیاں دی جاتی ہیں اور حضرت امام حسینؓ کی عزت کی جاتی ہے۔ گو آپ نبی نہ تھے، صرف ایک برگزیدہ انسان تھے اور حق کی خاطر کھڑے ہوئے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو کامیابی دی۔ بظاہر دشمن یہ سمجھتا ہو گا کہ اُس نے آپ کو شہید کر دیا مگر آج اگر یزید دنیا میں واپس آئے (اگرچہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت نہیں کہ مُردے دنیا میں واپس آئیں) تو کیا تم میں سے کوئی یہ خیال کرسکتا ہے کہ وہ یزید ہونے کو پسند کرے گا؟ جس دن حضرت امام حسینؓ شہید ہوئے وہ کس قدر غرور اور فخر کے ساتھ اپنے آپ کو دیکھتا ہو گا اور اپنی کامیابی پر کس قدر نازاں ہو گا لیکن آج اگر اُسے اختیار دیا جائے کہ وہ امام حسینؓ کی جگہ کھڑا ہونا چاہتا ہے یا یزید کی جگہ تو وہ بغیر ایک لمحہ کے توقّف کے کہہ اُٹھے گا کہ میں دس کروڑ دفعہ امام حسینؓ کی جگہ کھڑا ہونا چاہتا ہوں۔ اور اگر حضرت امام حسینؓ سے کہا جائے کہ وہ یزید کی جگہ ہونا پسند کریں گے یا اپنی جگہ؟ تو وہ بغیر کسی لمحہ کے توقّف کے کہہ اُٹھیں گے کہ دس کروڑ دفعہ اُسی جگہ پر جہاں وہ پہلے کھڑے ہوئے تھے۔ کسی اَور سے فیصلہ کرانے کی ضرورت نہیں اگر یزید خود آئے تو اُس کا اپنا فیصلہ بھی یہی ہو گا۔

(خطباتِ محمود جلد 19 صفحہ 228-229)

حضرت امام حسینؓ اور ان کے خاندان کا نام ہمیشہ عزت کے ساتھ زندہ ہے

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’دشمنوں نے جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو کربلا کے میدان میں شہید کیا تو کون کہہ سکتا تھا کہ ان کا نام دنیا میں عزت سے یاد کیا جائے گا۔ اس وقت دشمن کتنے فخر سے کہتے ہوں گے کہ ہم نے موذی نسل کا ہی صفایا کر دیا اور دیکھ لو کیسا برا انجام ان لوگوں کا ہوا مگر زمانہ نے آخر کیا ثابت کیا؟ یہی کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھنے کی وجہ سے خاندان کی تباہی کے باوجود بھی ان کا نام ہمیشہ عزت کے ساتھ زندہ ہے اور اولاد بھی اتنی پھیلی ہے کہ دنیا کے ہر گوشہ میں سادات موجود ہیں اور دوسری طرف دیکھ لو آج بھی کہ جو ایمانی تنزل کا زمانہ ہے کسی کو یہ جرأت نہیں کہ اپنے بیٹے کا نام یزید رکھ سکے۔ جس طرح بعض زمانوں میں خدا تعالیٰ کا نام بھی دنیا سے مٹ جاتا ہے بے شک اسکے بندوں کا بھی مٹ جاتا ہے مگر جب بھی پھر خدا تعالیٰ کا نام ابھرتا ہے ساتھ ہی ان کا بھی ابھر آتا ہے۔ اگر انسان خدا تعالیٰ کے نام کو دل سے نکالتا ہے تو ان کا بھی نکل جاتا ہے مگر جب خدا تعالیٰ کا نام زندہ ہوتا ہے ان کا بھی ساتھ ہی ہو جاتا ہے۔‘‘

(خطباتِ محمود جلد 22 صفحہ 42)

قاتل حسین کا نام آتے دل سے آہ نکل جاتی ہے

حضرت مصلح موعودؓ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ایک بات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’مجھے حضرت خلیفۃ المسیح اول کی یہ بات ہمیشہ یاد رہتی ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب کبھی اس شخص کا نام آتا ہے جو حضرت امام حسینؓ کے قتل کا موجب ہوا تو دل سے آہ نکل جاتی ہے۔ حالانکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مخلص صحابی کا بیٹا تھا مگر کتنا بدقسمت تھا وہ شخص جو ایسے عظیم الشان صحابی کے گھر پیدا ہوا جس کے ماں باپ نے ساری برکتیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیں مگر وہ بدبخت آپ کے نواسے کو قتل کرنے کا موجب بن گیا تو اچھے خاندان میں بھی بری اولاد پیدا ہوسکتی ہے۔‘‘

(خطباتِ محمود جلد 36 صفحہ 113)

یزید کے بیٹے کی طرف سے عظمتِ حضرت امام حسینؓ کا اعتراف

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں۔

’’یزید جیسا ناپاک انسان جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل اپنی طرف سے ختم کر دی، اس کا بیٹا اس کے بعد بادشاہ ہوتا ہے۔ لوگ اسے بادشاہ بنا دیتے ہیں مگر سب سے پہلا خطبہ جو اس نے پڑھا اس میں کہا۔ اے لوگو! دنیا میں ایسا شخص بھی موجود ہے جس کا دادا میرے دادا سے اچھا تھا اور جس کا باپ میرے باپ سے اچھا تھا یعنی زین العابدین جو امام حسینؓ کے لڑکے تھے۔ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ حکومت اسی کے سپرد کی جائے جو اس کا اہل ہو مگر آپ لوگوں نے اس کے سپرد کر دی ہے جو اس کا اہل نہ تھا۔ آپ نے مجھے بادشاہ بنا دیا ہے مگر میں اس کا اہل نہیں ہوں اس کے اہل وہی ہیں جن سے یہ حکومت چھینی گئی ہے۔ اس لئے چاہئے کہ پھر انہی کے سپرد کر دی جائے بہرحال میں اسے چھوڑتا ہوں۔ چاہو تو حقداروں کو ان کا حق دے دو اور چاہو تو کسی اور کو بادشاہ بنا لو۔ وہ یہ کہہ کر گھر میں گیا تو ماں اس سے لڑنے لگی اور اسے گالیاں دینے لگی کہ کمبخت تو نے ماں باپ کو ذلیل کر دیا۔ اس نے جواب دیا اماں میں نے ماں باپ کو ذلیل نہیں کیا بلکہ عزت قائم کر دی اور خدا کے سامنے منہ دکھانے کے قابل ہو گیا۔ آج لوگ گالی دیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یزید کا بچہ حالانکہ اس نے تو اپنے عمل سے ثابت کر دیا تھا کہ وہ نیک ہے یہ کتنی بڑی نیکی تھی جو اس سے ظاہر ہوئی۔

(خطباتِ محمود جلد 23 صفحہ 457-458)

بقیہ: محرم اور چند دعائیں ...... از صفحہ 3

کا شکار ہوں۔

• حضرت ابو بکرؓ روزانہ صبح و شام تین مرتبہ یہ دُعائیں پڑھتے اور کہا کرتے تھے کہ مَیں نے رسول کریم ﷺ کو یہ دُعائیں پڑھتے سُنا۔ اس لئے مجھے پسند ہے کہ یہ دُعائیں پڑھ کر آپ کی سنّت قائم کروں۔

(ابو داؤد کتاب الادب)

(i) اَللّٰھُمَّ عَافِنِی فِی بَدَنِی اَللّٰھُمَّ عَافِنِی فِی سَمعِی، اَللّٰھُمَّ عَافِنِی فِی بَصَرِی، لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ۔

ترجمہ:- اے اللہ! میرے جسم کو عافیت دے۔ اے اللہ! میری سماعت کی حفاظت فرما۔ مولیٰ! میری آنکھ کی بھی خود حفاظت فرما، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

(ii) اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُبِكَ مِنَ الکُفرِ وَالفَقرِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُبِكَ مِن عَذَابِ القَبرِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ۔

ترجمہ:- اے اللہ! مَیں کفر اور افلاس سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے اللہ! مَیں عذاب قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں۔

بُرے وقت سے بچنے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُ بِكَ مِن یَومِ السُّوءِ وَمِن لَیلَۃِ السُّوءِ وَمِن سَاعَۃِ السُّوءِ، وَمِن صَاحِبِ السُّوءِ، وَمِن جَارِ السُّوءِ، فِی دَارِ المُقَامَۃِ۔

(طبرانی جلد 17 صفحہ 294 مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:- اے اللہ! مَیں تجھ سے برے دن اور بری رات اور برے وقت سے پناہ مانگتا ہوں اور برے ساتھی اور اپنی رہائش کی جگہ میں برے ہمسائے سے بھی۔

اہلِ بیت اور امت کی روزی میں برکت کے لئے دُعا

اَللّٰھُمَّ اجعَل رِزقَ آلِ مُحَمَّدٍ فِی الدُّنیَا قُوتًا

(مسلم کتاب الزکوۃ باب فی الکفف)

ترجمہ:- اے اللہ! آل محمدؐ کو دنیا میں قُوت لا یموت (زندہ رہنے کے لئے کم از کم روزی) سے محروم نہ کرنا۔

* حضرت مسیح موعودؑ نے بھی ایسے موقع پر دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا

’’ہر مہینہ اپنے اندر خیر اور شر کے لوازم رکھتا ہے اس لئے دعا کرنی چاہئے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 323)

سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی، تینوں قل اور درود شریف کا ورد

ایسے مواقع پر فاتحہ، آیۃ الکرسی تینوں قل اور درود شریف کثرت سے پڑھنا بھی مفید اور کار آمد ثابت ہو سکتے ہیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

(البقرہ: 128)

اے ہمارے ربّ! ہماری طرف سے قبول کر لے۔ یقیناً تو ہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام قارئین کو نیا اسلامی سال 1444 ہجری قمری مبارک کرے۔

(ابوسعید)

ابن ایف آر بسمل

اتق اللہ یا عدو حسین

اے عدو حسین! اللہ سے ڈر

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی روشنی میں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

وَ آلُہٗ الَّذِیۡنَ ھُمۡ لِشَجَرَۃِ النُّبُوَّۃِ
کَالۡاَغۡصَانِ وَلِشَامَّۃِ النَّبِیِّ کَالرَّیۡحَانِ

(آل محمد درخت نبوت کی شاخوں کی طرح اور نبی کی قوت شامہ کے لئے ریحان کی طرح ہیں)

نور الحق حصہ دوم روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 188)

اس مضمون میں محرم کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی چند تحریرات پیش کرنی مقصود ہیں وما توفیقی الا باللّٰہ

حضرت فاطمہ کا خطبہ نکاح

(مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت علی سے کروں)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا کے نکاح کے موقع پر جو خطبہ ارشاد فرمایا اس کا اردو ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے الفاظ میں یہ ہے:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جو رب، رحمن، رحیم، مالک یوم الدین کی صفات کی وجہ سے اپنی مخلوق پر بے شمار نعمتیں نازل کرتا ہے اور اس کی مخلوق اس کی نعمتوں کو دیکھ کر اس کی حمد میں مصروف ہے۔ قدرت کامل اسی کو حاصل ہے۔ اسی لئے وہی ایک معبود حقیقی ہے۔ قادرانہ تسلط اسی کو حاصل ہے۔ اسی لئے وہی سچی اور عاجزانہ اطاعت کا مستحق ہے۔ اس کے قہر اور جبروت کو دیکھ کر مخلوق خوف کے مقام پر کھڑی ہوتی ہے۔ آسمان اور زمین میں اس کا حکم نافذ ہے۔ اس نے اپنی قدرت کاملہ سے مخلوق کو پیدا کیا۔ پھر اپنے کامل تصرف سے اس نے ان میں مختلف قوتیں اور استعدادیں پیدا کیں اور بعض کو بعض پر فضیلت بخشی۔ پھر اشرف المخلوقات کو ایک کامل شریعت کے ذریعہ انتہائی شرف بخشا اور اپنے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مبعوث فرما کر اس نے انسان کے لئے عزت اور شرف کے سامان مہیا کئے۔

اللہ تعالیٰ نے ازدواجی تعلقات کو فطرت کا جزو بنایا ہے جس سے پھل کے بعد پھل حاصل ہوتا ہے اور اس سلسلہ میں انسان کے لئے ہدایت کو نازل کیا اور نکاح کو واجب قرار دیا اور اس کے ذریعہ اس نے خاندانوں کے باہمی تعلقات میں وسعت پیدا کی۔ عزت وعظمت والا ہے وہ جس نے قرآن کریم میں فرمایا ”اور وہی ہے جس نے پانی سے انسان بنایا۔ پس اس کو کبھی تو کمال قدرت سے شجرہ آباء کے خونی رشتہ سے منسلک کیا اور کبھی کمال ہدایت سے ازدواجی رشتہ میں باندھا اور تیرا رب ہر چیز پر قادر ہے“ پس یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا ہر انفرادی حکم، قوانین قضا اور قوانین قدرت کے ذریعہ ظہور پکڑتا ہے اور قضاء وقدر کے قوانین میں اس کی قدروں کے نظارے جلوہ ہوتے ہیں اور اس کی یہ قدرت ایک وسیع پروگرام کے ماتحت ظاہر ہوتی ہے اور اس کے ہر پروگرام کے لئے ایک میعاد مقرر ہے۔ جس چیز کو اللہ چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جسے چاہتا ہے قائم کرتا ہے اور اس کے پاس تمام احکام کی جڑھ اور اصل ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ عزوجل کے حکم سے میں فاطمہ کا نکاح علی بن ابی طالب سے پڑھ رہا ہوں۔ چار سو مثقال چاندی مہر پر بشرطیکہ علی راضی ہو“

(خطبات ناصر جلد دہم صفحہ 272-273)

حضرت فاطمہ کی اولاد

حضرت علی اور حضرت فاطمۃ الزہراء کو اللہ تعالیٰ نے پانچ اولاد عطا فرمائیں جن میں سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ شادی کے بعد حضرت فاطمہ صرف نو برس زندہ رہیں۔ اس نو برس میں شادی کے دوسرے سال حضرت امام حسن پیدا ہوئے اور تیسرے سال حضرت امام حسین علیہ السلام۔ پھر غالباً پانچویں سال حضرت زینب اور ساتویں سال حضرت ام کلثوم۔ نویں سال حضرت محسن بطن مادر میں ہی فوت ہو گئے۔ اس جسمانی صدمہ سے حضرت فاطمہ بھی جانبر نہ ہوسکیں

(ماخوذ از کتاب اہل بیت رسول مصنفہ حافظ مظفر احمد صاحب صفحہ 270)

امام حسینؑ پر یزید کی حکومت کا فتویٰ کفر

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا ”جب حضرت امام حسین کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا گیا تو کوئی وجہ بھی پیدا کرنی تھی نا اور وجہ یہ کفر اور واجب القتل۔ قصہ یہ سن لیں: یہ تاریخ میں ہے کہتے ہیں کہ بصرہ کے گورنر ابن زیاد نے قاضی شریح کو دربار میں طلب کیا۔ گورنر جو یزید خلیفہ وقت یا بادشاہ وقت کی طرف سے مقرر ہیں جو خود تابعین میں سے ہیں اور اس سے کہا کہ آپ حسین ابن علی کے قتل کا فتویٰ صادر کریں۔ قاضی شریح نے انکار کیا اور اپنا قلمدان اپنے سر پر دے مارا اور اٹھ کر اپنے گھر چلا گیا۔ یہ ایک دن کا واقعہ ہے۔

جب رات ہوئی تو ابن زیاد نے چند تھیلیاں زر کی سونے کی اشرفیوں کی اس نے بھیجیں۔ صبح ہوئی۔ شریح ابن زیاد کے پاس آیا ابن زیاد گورنر کے پاس۔ پھر وہی گفتگو شروع کی۔ شریح نے کہا کہ کل رات میں نے قتل حسین پر بہت غور کیا اور اب اس نتیجہ پر پہنچا ہوں (تھیلیاں لینے کے بعد) کہ ان کا قتل کر دینا واجب ہے کیونکہ انہوں نے خلیفہ وقت پر خروج کیا ہے۔ پھر قلم اٹھایا اور فرزند رسول کا فتوی اس مضمون کا لکھا۔ میرے نزدیک ثابت ہو گیا ہے کہ حسین ابن علی دین رسول سے خارج ہو گیا ہے۔ لھذا وہ واجب القتل ہے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے خارج ہو گیا ہے اور واجب القتل ہے“

(خطاب بر موقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ نومبر 1980ء)

حضرت امام حسینؓ کو نہایت ظالمانہ طریق پر قتل کیا گیا

”تمہاری ہمیں ضرورت نہیں۔ پہلے ہر نبی کو کہا گیا، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ہر بزرگ کو یہ کہا گیا حضرت امام حسین سے شروع ہو گیا یہ سلسلہ (علیہ السلام)۔ ان پر کفر کا فتویٰ لگا۔ واجب القتل قرار دیے گئے۔ بڑا ملحد بن گیا ہے یہ شخص، اس فتویٰ میں سیاسی اقتدار اور

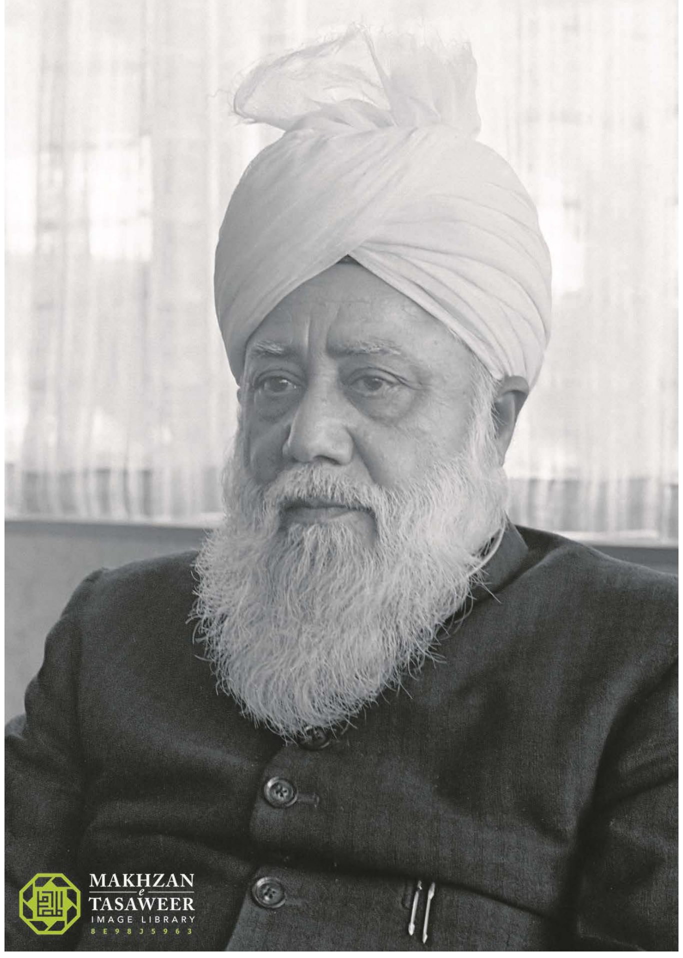

بادشاہ وقت بھی تھا۔ ان کو نہایت ہی ظالمانہ طریق پر قتل کر دیا گیا۔ ان کے ساتھیوں کو، کم عمر نابالغ بچوں کو بھی، بہت سخت ظلم ہوا ہے وہ۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات کو بلند کرے اور جو نمونہ انہوں نے پہلا جو زبردست واقعہ ہوا ہے۔ جو میں نے تفصیل بتائی ہے اس کی روشنی میں اور بڑا زبردست نمونہ قائم کیا اسلام پر قربان ہو جانے کا۔ نبی اکرم کے لائے ہوئے نور اور حسن کو نہ مٹنے دینے کا اور ظلمت کے سامنے سر نہ جھکانے کا“

(خطبات ناصر جلد نہم صفحہ 136)

”حضرت امام حسین سے دشمنی ہوئی رحمۃ اللہ علیہ کہ جن کو قتل کیا گیا اور ان کے خاندان کے بڑوں اور چھوٹوں کو... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیۡنَ فَتَنُوا الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ (البروج:11) وہ لوگ جنہوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو عذاب میں مبتلا کیا اور انہیں تکالیف پہنچائیں اور پھر توبہ بھی نہ کی۔ جس صحیح اور سچ اور خالص اسلام کی طرف وہ مصلحین اور ان کے ماننے والے بلاتے تھے اس طرف توجہ نہیں کی اور توبہ نہ کی تو خدا تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے غضب کی آگ ان کے اوپر بھڑکے گی

(خطبات ناصر جلد نہم صفحہ 140)

امام مہدی کی بعثت تک اہل بیت پر ظلم

فرمایا:

”اس وقت میرے سامنے ایران سے آئی ہوئی فارسی کی ایک کتاب ہے جو شیعوں کی طرف سے شائع کی گئی ہے اس میں ایک حوالہ ہے جسے عربی سے لیا گیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے طور پر مروی ہے۔

اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مھدی علیہ السلام کے ساتھ ایک پختہ تعلق قائم رکھنے کے لئے یہاں تک فرمایا ہے کہ ایک مجلس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے کہا کہ میرے بعد (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد) حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضوان اللہ علیھم اور تمام اہل بیت پر ظلم ہونے لگ جائے گا اور وہ مظلوم بن جائیں گے اور اہل بیت پر یہ ظلم اس وقت تک ہوتا رہے گا جب تک مھدی آ کر ان کو اس کی ظلم سے نجات دلائے میں گا..“

(خطبات ناصر جلد ششم صفحہ 122)

بقیہ صفحہ 6 پر

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

ایڈیٹر کے نام خط

• مکرم ونگ کمانڈر زکریا داؤد۔ کینیڈا سے لکھتے ہیں۔

مورخہ 15 جولائی 2022ء کے شمارہ میں آنسہ محمود بقاپوری صاحبہ کا مضمون ’’مسجد میرا میکہ‘‘ پڑھا لطف آ گیا۔ مضمون کی ہر عبارت سے ایمان و تقویٰ کی برسات ہو رہی تھی۔ خاکسار کو بھی مختلف جماعتی اور اجلاسوں کے مواقع پر بچوں کی شرارتوں پر کئی لوگوں کو ناراض ہوتے دیکھا ہے۔ کچھ لوگ مساجد میں بچوں کو لانا نہایت ناگوار محسوس کرتے ہیں۔ بسا اوقات بچوں کے والدین اس رویہ سے پریشان اور شرمندگی محسوس کرتے ہیں۔ کیونکہ بچے ضد کر کے اپنے بڑوں کیساتھ مساجد میں آتے ہیں، ان کو شوق ہوتا ہے۔ لیکن کچھ قوت برداشت سے محروم اشخاص بچوں اور والدین کو ذہنی اذیت میں مبتلا کر دیتے ہیں، ان کا شکوہ ہوتا ہے کہ ہماری نماز شور شرابہ یا بھاگم دوڑ سے خراب ہوگئی۔ میں اجلاسوں کے منتظم کی حیثیت سے ہمیشہ یہ جواب دیتا ہوں کہ اپنی نمازوں کو بہتر بناؤ اگر نماز کو اس کی تمام شرائط کیساتھ ادا کریں گے تو نماز کے علاوہ نہ کچھ دکھائی دے گا نہ سجھائی دے گا۔

میری اپنی ذاتی رائے ہے کہ بچوں کو گاہے بگاہے مساجد میں لانا چاہیے۔ اس سے ان میں شعور پیدا ہوتا ہے اور بالآخر وہ آداب مساجد سیکھ ہی جاتے ہیں۔ گلشنِ حدید کی مسجد میں مربی صاحب، خادم مسجد اور چند بچے نماز میں شامل ہوتے ہم بڑے، بچوں کو اپنے ساتھ علیحدہ علیحدہ کھڑا کر لیتے لیکن بچے آخر بچے تھے کچھ دیر بعد صف سے نکلتے ایک دوسرے کے کان میں کچھ کہتے پھر اپنی جگہ واپس آجاتے۔ کچھ نمازیوں نے اس پر برا منایا لیکن مربی صاحب اور میرے سمجھانے پر وہ خاموش ہو گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے ایک درس میں ربوہ مسجد مبارک میں پیش آنے والے ایک واقعہ کا ذکر فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ بچے شرارتیں کرتے رہتے ہیں نماز میں بھی ایک دوسرے کو چھیڑتے ہیں ادھر ادھر دیکھتے ہیں۔ ایک بزرگ اس بات پر ان کو مارا کرتے تھے۔ بچے جب مسجد آتے تو سہم کر جائزہ لیتے کہ وہ بزرگ موجود تو نہیں ہیں اگر ہوتے تو خوفزدہ ہو کر ان سے دور بیٹھتے۔ حضورؒ نے فرمایا کہ ایک نماز کے انتظار میں بیٹھے تھے ایک بچہ نماز پڑھ رہا تھا اور بچوں کی عادت کے مطابق دائیں بائیں دیکھ رہا تھا کہ اچانک وہ بزرگ بھی آن پہنچے جو انہوں نے یہ سب کچھ دیکھا تو ایک زوردار تھپڑ بچے کے رسید کر دیا۔ مجھ سمیت تمام نمازیوں کو بزرگ کی اس حرکت پر غصہ آیا اور ناگواری محسوس ہوئی۔ لیکن بوجہ مجبوری یا مصلحت کسی نے کچھ نہ کہا۔ حضور نے فرمایا وہ تھے نیک ’’لیکن ان میں تقوی کی کمی تھی‘‘ حضور کے ان الفاظ سے میں آج تک مستفید ہو رہا ہوں اور بعض مواقع پر صبر اور استقامت کے لئے اکسیر کا کام دے رہے ہیں۔

میرا ذاتی تجربہ ہے اور یہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہی بچے جو کل تک بھاگا کرتے تھے انہیں میں سے ایک بچہ آج بطور قائد خدام الاحمدیہ خدمت بجا لا رہا ہے۔ اور اب وہ سب بہت مخلص احمدی ہیں جن خاندانوں نے اپنے بچوں کو مساجد سے جوڑ کر رکھا ہے۔ اور مضمون میں یہ جملہ انسپائیرنگ ہے کہ ’’اور ہمیں اس بات کو سمجھنا چاہئے کہ جو ماں اپنے بچے کو آج کل کے دور میں مسجد لائی ہے وہ اپنے بچے کی تربیت کی فکرمند ہے تو لائی ہے؟ اس پر یہ بدظنی نہیں کرنی چاہئے کہ خدانخواستہ وہ اپنے بچے سے لاپرواہ ہے۔ بہرحال جو بچے مسجد آتے ہیں وہ بچے ان بچوں سے بہت بہتر ہیں جو مسجد نہیں آتے۔‘‘

فقہی کارنر

جان بوجھ کر نماز چھوڑنا

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

تفسیر حسینی میں زیر تفسیر آیت وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ (الروم:32) لکھا ہے کہ کتاب تیسیر میں شیخ محمد اسلم طوسی سے نقل کیا ہے کہ ایک حدیث مجھے پہنچی ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں کہ۔ جو کچھ مجھ سے روایت کرو پہلے کتاب اللہ پر عرض کر لو۔ اگر وہ حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو تو وہ حدیث میری طرف سے ہو گی ورنہ نہیں۔ سو میں نے اس حدیث کو کہ مَنۡ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدۡ کَفَرَ قرآن سے مطابق کرنا چاہا اور تیس سال اس بارہ میں فکر کرتا رہا مجھے یہ آیت ملی وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ (الروم:32)

(الحق مباحثہ لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 40 مطبوعہ نومبر 1984ء)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

دعا کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 3/جون 2022ء میں دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

اس وقت میں پاکستان کے لئے دعا کے لئے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ احمدیوں کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ حالات عمومی طور پر جو بگڑ رہے ہیں وہ تو ہیں پاکستان کے۔ احمدیوں کی طرف بھی ایسے حالات میں پھر ان کی توجہ ہوجاتی ہے۔ مخالفت بڑھ رہی ہے۔ پرانی قبریں اکھیڑنے کی طرف سے بھی انہوں نے گریز نہیں کیا۔ انتہائی بدطینت قسم کے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی پکڑ کرے۔ اسی طرح الجزائر کے احمدیوں کے لئے بھی دعا کریں۔ وہ بھی آج کل مشکلات میں گرفتار ہیں۔ افغانستان کے احمدیوں کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ سب پر اپنا فضل نازل فرمائے۔ آمین

ایک سبق آموز بات

جمعہ کے دن جمعہ کی نماز پر صاف ستھرے کپڑے پہن کر آنا سنت ہے اور عموماً لوگ اس کی پاسداری کرتے ہیں، لیکن بعض اوقات دیکھا جاتا ہے کہ لوگ گھر میں پہننے والے ٹراوزرز یا پاجاموں میں ہی نماز کے لیے آجاتے ہیں ویسے تو کسی خاص لباس کا اسلام یا عبادات سے تعلق نہیں مگر پھر بھی استطاعت اور توفیق ہوتے ہوئے مناسب حال صاف ستھرے کپڑے پہننا سنت رسولؐ ہے۔

طاہر احمد۔ نمائندہ الفضل آن لائن فن لینڈ

طلوع وغروب آفتاب

29/جولائی 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:29	19:01
مدینہ منورہ	04:22	19:08
قادیان	04:09	19:28
ربوہ	03:49	19:07
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:54	20:55